

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَأَنْبِيَّ بَعْدِي

خبر

[illegible]

ناشر: تمیزیک فرایان ختم نبوت پاکستان

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

بنیادی مسئلہ

ختم نبوت

کا بیان

تالیف

سلطان الوداعظمین مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ

اس رسالے میں قرآن و احادیث صحیحہ اور اقوال سلف سے ثابت کیا گیا ہے کہ ہمارے حضور ﷺ کے بعد کسی قسم کا نبی پیدا نہیں ہو سکتا اور مرزائیوں کے تمام دلائل کا اچھی طرح جواب دیا گیا ہے۔

ناشر

تحریک فدایان ختم نبوت پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب

مصنف

ترتیب و تدوین

اشاعت

باہتمام

صفحات

تعداد

ناشر

قیمت

ختم نبوت

حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی

محمد احمد حسن قادری

۱۳۳۰ھ - ۲۰۰۹ء

انجینئر محمد آفتاب قادری نقی

۹۲

۱۱۰۰

تحریک فدایان ختم نبوت پاکستان

ملنے کے پتے

مکتبہ نوریہ رضویہ، گنج بخش روڈ لاہور

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور

مکتبہ اہلسنت امین پور بازار فیصل آباد

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے

دفتر تحریک فدایان ختم نبوت

چک نمبر 72 در-ب-ب-باہمی والا نزد کھرڑیا نوالہ

ضلع فیصل آباد-0333-8962180

درود ابراہیمی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ

عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ
وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا رَحْمَةَ الْبَلْعَالِمِينَ

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

(امام احمد رضا بریلوی)

سلام

مصطفیٰ ﷺ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام۔۔۔
وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمہِ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں
اُس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام
فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

(امام احمد رضا بریلوی)

اظہار تشکر

حضرت پیر فضل رسول حیدر رضوی صاحب مدظلہ (سجادہ نشین آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان)
 حضرت پیر سید سعید الحسن شاہ صاحب مدظلہ (چیرمین ادارہ حزب الاسلام)
 حضرت مولانا محمد نور عالم صاحب مدظلہ (شاگرد رشید محدث اعظم پاکستان)
 حضرت صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ جمیل صاحب (ابن سلطان الواعظین)
 حضرت مفتی باغ علی رضوی صاحب (سربراہ جماعت اہلسنت فیصل آباد)
 حضرت سید ہدایت رسول قادری صاحب، (ناظم، دارالعلوم نوریہ رضویہ)
 حضرت پروفیسر محمد الیاس اعظمی صاحب (لیکچرار، منہاج یونیورسٹی)
 جناب سید حمایت رسول قادری صاحب (ناظم مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد)
 حضرت مفتی محمد تنویر الحسن مدنی صاحب (چیرمین مدنی فاؤنڈیشن)
 جناب انجینئر محمد آفتاب صاحب، جناب صادق علی زہید صاحب
 جناب محمد امجد جاوید سعیدی صاحب، جناب حافظ محمد جاوید صاحب
 جناب انجینئر محمد اکبر صاحب جناب مدرٹھریٹر صاحب
 ان عظیم علماء و مشائخ اور احباب ذی وقار کا میں تہ دل سے مشکور ہوں
 جنہوں نے علمی قلمی اور مالی تعاون فرمایا اور یہ کتاب منظر عام پر آئی۔

خاکپائے علمائے اہلسنت

محمد احمد حسن قادری

۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ

فہرست

- ۹ سلطان الواعظین محمد بشیر کوٹلوی
 ۱۴ تعارف کتاب
 ۱۹ پیش لفظ (پہلی نظر)
 ۲۰ خطبہ مسنونہ
 ۲۱ تمہید
 ۲۳ عقیدہ ختم نبوت از قرآن
 ۲۳ لفظ خاتم کا معنی (مفسرین کی زبانی)
 ۲۹ تین شبہات کا نفی ازالہ
 پہلا شبہ: حضور ﷺ کی امت پر وہ شفقت جو باپ کی بیٹے پر ہوتی ہے۔ نہ رہی ۲۹
 ۲۹ دوسرا شبہ: عاص بن وائل کی بکواس کی تائید
 ۳۰ تیسرا شبہ: انبیاء کرام تو مردوں کے باپ مگر سید الانبیاء کسی مرد کے باپ نہیں
 ۳۰ پہلے شبہ کا جواب
 ۳۱ دوسرے شبہ کا جواب
 ۳۲ تیسرے شبہ کا جواب
 ۳۳ احادیث ختم نبوت
 ۳۳ (احادیث شریفہ ”جن میں ختم نبوت کا بیان ہے“)
 ۳۳ پہلی حدیث: اسماء النبی ﷺ
 ۳۵ دوسری حدیث: اسماء النبی ﷺ

- تیسری حدیث: نبیوں پر چھ چیزوں پر فضیلت
 چوتھی حدیث: محل کی مثال
 پانچویں حدیث: اے محمد! آپ اللہ کے رسول ﷺ اور خاتم النبیین ہیں
 چھٹی حدیث: بنی اسرائیل کی سیاست اور انبیاء کرام
 ساتویں حدیث: حضور رسولوں کے پیشوا اور خاتم النبیین
 آٹھویں حدیث: پیدائش آدم سے پہلے خاتم النبیین
 نانویں حدیث: حضور مخری نبی اور آپ کی امت آخری امت
 دسویں حدیث: حضرت علیؓ سے فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں
 لفظ لا (لفی جنس) کی بحث
 مرزائیوں کی ایک تحریف کا جواب
 اکابرین کے فتاویٰ
 علامہ ابن کثیرؒ کا فتویٰ
 علامہ ابن کثیرؒ کے چار فائدے
 علامہ سبیلؒ کا فتویٰ ”حضورؐ کے بعد مدعی نبوت کافر“
 علامہ امام سید مرتضیٰ زبیریؒ کا ارشاد
 حضرت ملا علی قاریؒ کا فتویٰ ”حضورؐ کے بعد دعویٰ نبوت کرنا کفر ہے
 متفقہ نامی حمار (خر) کا عقیدہ
 حضرت عیسیٰؑ ابن مریم کا تشریف لانا ختم نبوت کے خلاف نہیں
 قادیانی اعتراضات کے جوابات
 مرزائی گروہ کے دلائل اور ان کے جوابات
 پہلا اعتراض اور اس کے دو جواب
 لو آپ اپنے دام میں آگیا صیاد بھنس گیا

۳۶

۳۶

۳۷

۳۷

۳۷

۳۸

۳۸

۳۸

۳۹

۴۳

۴۷

۴۷

۴۷

۵۰

۵۱

۵۲

۵۲

۵۳

۵۶

۵۶

۵۶

۵۷

۵۸

۶۰

۶۱

۶۳

۶۳

۶۳

۶۷

۶۹

۷۳

۷۷

۷۹

۸۲

۸۳

۸۶

۹۲

۹۲

۹۲

۹۳

۹۳

قادیانیوں کی دوسری دلیل اور اس کے چار جواب

قادیانیوں کی تیسری دلیل اور اس کے دو جواب

قادیانیوں کی چوتھی دلیل اور اس کا جواب

قادیانیوں کی پانچویں دلیل اور اس کا جواب

قادیانیوں کی چھٹی دلیل اور اس کا جواب

قادیانیوں کی ساتویں دلیل اور اس کے چار جواب

قادیانیوں کی آٹھویں دلیل اور اس کے تین جواب

قادیانیوں کی نویں دلیل اور اس کے تین جواب

قادیانیوں کی دسویں دلیل اور اس کے چار جواب

قادیانیوں کی گیارہویں دلیل اور اس کے تین جواب

قادیانیوں کی بارہویں دلیل اور اس کے تین جواب

قادیانیوں کی تیرہویں دلیل اور اس کے دو جواب

قادیانیوں کی چودھویں دلیل اور اس کا جواب

قادیانیوں کی پندرہویں دلیل اور اس کے تین جواب

اکابر علمائے اہلسنت کی تقاریر

مولینا محمد یوسف صاحب کوٹلوٹی

مولینا امام الدین صاحب

مولینا سید ابوالبرکات قادری صاحب

قادیانی مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں

سلطان الواعظین محمد بشیر کوٹلوی

سلطان الواعظین حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی وطن عزیز پاکستان کے نامور خطیب، مصنف، مبلغ، شاعر، صحافی اور مقبول عام واعظ اور عالم دین تھے۔ تقریباً سو سال سے زائد عمر پا کر ۱۹ رجب ۱۴۲۸ھ - ۳ اگست ۲۰۰۷ء بروز ہفتہ کو وصال فرما گئے کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں دفن کئے گئے حضرت علامہ پیر زادہ محمد اقبال فاروقی صاحب مدظلہ (چیف ایڈیٹر ماہنامہ جہان رضا لاہور) آپ کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں: پنجاب کے مایہ ناز خطیب، علماء اہلسنت کے قابل صد افتخار واعظ، مقبول عام سنی مصنف الحاج مولانا محمد بشیر دامت برکاتہ، (رحمۃ اللہ علیہ) کوٹلی لوہاراں کے علمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ والد گرامی مشہور عالم سنی عالم دین مولانا محمد شریف محدث اپنے وقت کے جید فاضل تھے۔

آپ کی تربیت خصوصی طور پر علمی ماحول میں ہوئی۔ ابتدائی علوم والد محترم سے حاصل کیے۔ ۱۹۳۵ء میں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں داخل ہوئے اور علامہ (سید) ابوالبرکات کے نامور شاگردوں میں شمار ہونے لگے۔ تقریر و خطاب میں ابھرتے ہوئے آفتاب بن کر سند فصلیت حاصل کی اور لکھنؤ کی جامع مسجد میں خطیب مقرر ہوئے آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں پاک و ہند میں اپنی شیریں خطابی اور فاضلانہ تقریر سے اپنی شہرت کا لوہا منوایا۔ عام علماء سے بلند ہو کر آپ انتخاب شعر اور شعر نوائی میں ممتاز و منفرد ہیں۔ خود شعر کہتے ہیں۔ آسان کہنے میں سہل منتہی ہیں مگر مزاج کے انداز میں قد پارسی کی حلاوت بن جاتے ہیں۔ شاعری میں کس سے تلمذ کیا؟ معلوم نہیں مگر شعری گوید بہ از قد و نبات۔ لکھنؤ میں خطابت سے ہٹ کر اپنے گاؤں کوٹلی لوہاراں میں خطیب ہوئے۔

سینوں کے صرف خطیب ہی نہیں بلکہ خطباء کو خطابت کا انداز نو بخشے والے ہیں اس موضوع پر آپ کی تصانیف، واعظ، خطابت خطیب، عورتوں کی حکایات، شیطان کی حکایات، حکایات الحیوان، سرور دو عالم، مثنوی کی حکایات، آجکل، حاجی لقی، سچی

حکایات کی کئی کئی جلدیں اور کئی کئی ایڈیشن چھپ کر مقبول عوام و خواص ہوئے۔ ماہنامہ ماہ طیبہ بدلتوں خطباء اور مقررین کی علمی تربیت کرتا رہا۔ آپ کے نامور فرزند محی عطاء المصطفیٰ جمیل نے ایم اے عربی پنجاب یونیورسٹی سے طلائی تمغہ حاصل کر کے پنجاب بھر میں اولیت حاصل کی۔ آپ سینوں کے محبوب نظر عالم دین ہیں۔

(تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور صفحہ نمبر ۳۶۴ مصنف حضرت پیر زادہ محمد اقبال فاروقی صاحب مدظلہ)

سلطان الواعظین کی تصانیف

پچھلی سطور میں آپ سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی کا مختصر تعارف (پیر زادہ محمد اقبال فاروقی صاحب مدظلہ کے قلم سے تحریر کردہ) پڑھ چکے ہیں اب حضرت سلطان الواعظین کی تصانیف کی ایک مختصر فہرست بھی ملاحظہ کیجئے۔ (یاد رہے کہ یہ فہرست راقم کی اپنی معلومات کے مطابق ہے ان میں کمی بیشی بھی ہو سکتی ہے۔)

۱۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲۔ جبل نور (شعری مجموعہ کلام)

۳۔ آنا جانا نور کا

۴۔ خطیب

۵۔ ختم نبوت

۶۔ خطبات (دو حصے)

۷۔ واعظ (چار حصے)

۸۔ مفید الواعظین

۹۔ میلاد نامہ

۱۰۔ معراج نامہ

۱۱۔ سچی حکایات (پانچ حصے)

۱۲۔ جبریل علیہ السلام کی حکایات

۱۳۔ مثنوی کی حکایات

۱۴۔ سنی علماء کی حکایات

۱۵۔ عجائب الخواتات

۱۶۔ عورتوں کی حکایات

۱۷۔ دیوبندی علماء کی حکایات

۱۸۔ شیطان کی حکایات

۱۹۔ ماہ طیبہ

دو درجن سے زائد ان کتب کے علاوہ حضرت سلطان الواعظینؒ ماہنامہ ماہ طیبہ بھی شائع کرتے رہے جس میں مختلف قلمی ناموں سے اکثر مضامین آپ کے تحریر کردہ ہوتے تھے جسے قارئین بہت پسند کرتے تھے ماہنامہ ماہ طیبہ کے کئی ایک خاص نمبر بھی شائع کئے مثلاً ختم نبوت نمبر، میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمبر، معراج نمبر وغیرہ ماہنامہ ماہ طیبہ ایک مقبول عام میگزین کی حیثیت رکھتا تھا علمائے کرام کے علاوہ عوام الناس اور صاحب علم لوگ بہت زیادہ پسند کرتے اور مطالعہ کرتے تھے ماہنامہ ماہ طیبہ عرصہ دراز تقریباً 20 سال تک تسلسل کے ساتھ شائع ہوتا رہا۔ بعد میں ماہنامہ ماہ طیبہ حضرت مناظر اسلام مولانا ابو الحامد محمد ضیاء اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی زیر ادارت تقریباً (13-14) تیرہ، چودہ سال تک (حضرت قادریؒ کے وصال کے ایک سال بعد تک) شائع ہوتا رہا۔

تعارف ختم نبوت

سلطان الواعظین حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب ”ختم نبوت“ ہے اس کتاب کا پورا نام ”بنیادی مسئلہ ختم نبوت کا بیان“ ہے اس کتاب میں عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت پر احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عظیم ذخیرہ جمع و ترتیب دیا گیا ہے۔

ایک قادیانی نے (پاکت بک) کتاب تحریر کی خوب دجل و تلہیس سے اسلامی عقیدہ

ختم نبوت کے خلاف زبان درازی، قلم درازی کی۔

حضرت سلطان الواعظین رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانی اعتراضات کے مدلل اور جامع جوابات تحریر کئے ہیں ایک قادیانی دلیل کے متعدد جوابات تحریر کر کے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور جامعیت کو ثابت کیا ہے اللہ تعالیٰ کے حبیب حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیارے غلام مولانا محمد بشیر کوٹلویؒ نے تحریر و تقریر کے ذریعے دین اسلام کی خوب خوب تبلیغ اور فرمائے باطلہ کی تردید کی ہے کتاب ختم نبوت کا تعارف کراتے ہوئے خود تحریر فرماتے ہیں۔

”بنیادی مسئلہ ختم نبوت کا بیان“ اس رسالے میں قرآن و احادیث صحیحہ اور اقوال سلف (صالحین) سے ثابت کیا گیا کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی قسم کا (سچا) نبی پیدا نہیں ہو سکتا اور مرزائیوں کے تمام دلائل کا اچھی طرح جواب دیا گیا ہے۔

کتاب ”ختم نبوت“ کے کئی بار متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں جو اس کتاب کی مقبولیت کا منہ بولتا ثبوت ہے عرصہ سے دستیاب نہیں تھی اب اس نایاب ہیرے کو اسر نو کمپوزنگ کرا کر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اس کی اشاعت کا مقصد فقط تبلیغ دین ہے اس کی قیمت سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی سے اسلامی رسائل (پمفلٹ) شائع کئے جاتے ہیں۔

آخر پر دعا ہے کہ اللہ کریم عزوجل، بوسیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سلطان الواعظین کی اس عظیم خدمت کو قبول فرماتے ہوئے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنت میں قرب نصیب فرمائے آمین۔

خاکپائے علمائے اہلسنت

محمد احمد حسن قادری

۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ

ترجمہ: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ تصدیق کرنے والا اس توراۃ کا جو مجھ سے پہلے موجود ہے اور خوشخبری (بشارت) دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا اسم گرامی احمد ﷺ ہوگا۔

الہامی کتب میں سے ایک کتاب تورات بھی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی تورات چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے نازل ہوئی تھی اس لئے آپ نے اس کتاب مقدس کی تصدیق کی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوئی تھی اس لیے کہا کہ میں بشارت دیتا ہوں اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق رب کریم عزوجل نے فرمایا۔

وَإِذَا خَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَجَعَلْتُ لَكُمْ رَسُولًا مِثْلَ رَسُولِ مُوسَىٰ لَمَّا أُتِيَكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۸۱)

ترجمہ: اور جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں پھر آئے تمہارے پاس (عظمت والا) رسول تصدیق کرنے والا اس چیز کی جو تمہارے ساتھ ہو۔ گویا سابق تمام انبیاء کرام جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تشریف لائے نبی کریم آقائے رحیم سیدنا محمد ﷺ ان سب کے مصدق یعنی تصدیق فرمانے والے ہیں اور اگر آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہونا ہوتا کوئی رسول تشریف لانا ہوتا تو آپ اس کی بشارت فرما دیتے مگر آقا و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ نے کسی نئے (سچے) نبی کے پیدا ہونے کی بشارت نہیں دی۔

البتہ رسالت آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة حتى تلحق قبائل من امتي بالشركيين وحتى يعبدوا الاوثان وانه سيكون في امتي ثلاثون كذابون كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النبيين لا نبي بعدي۔ هذا حديث صحيح۔ (جامع ترمذی ابواب النبی جلد نمبر ۲)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○

تعارف کتاب: ختم نبوت

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔

رب کریم عزوجل اللہ وحدہ لا شریک نے کائنات کی تخلیق فرماتے ہوئے تمام مخلوقات میں سے اعلیٰ مخلوق انسان کو بنایا پھر انسانوں کی راہنمائی کے لئے انبیاء کرام اور رسل عظام کو مبعوث فرمایا۔ رشد و ہدایت کے پیکر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے آنے شروع ہوئے اور حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوئے۔ ہر نبی اور رسول تشریف لاتا رہا اور یہ پیغام دیتا رہا کہ لوگو! اللہ عزوجل ایک ہی معبود برحق ہے اسی خالق و مالک کی بندگی کرو اور میں اس کا رسول یا نبی ہوں دعوت توحید و رسالت کا یہ درس ہر برگزیدہ پیغمبر نے دیا مگر یہ کسی نے نہیں کہا کہ میں آخری نبی ہوں یا میں ساری کائنات کا نبی یا رسول ہوں۔ یعنی کوئی نبی خاتم الانبیاء یا خاتم الرسل نہ ہوا کسی کی نبوت و رسالت عالمگیر نہ ہوئی۔ کوئی کسی علاقے کا نبی اور کوئی کسی ملک کا نبی یا رسول تھا مگر حضرت عیسیٰ ابن مریم ﷺ جب تشریف لائے تو آپ نے فرمایا۔

يٰۤاَيُّهَا اِسْرَآئِيْلُ اِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلِ يَّآئِي مِنْ بَعْدِي اِسْمُهُ اَحْمَدُ ط

(سورۃ الفف آیت نمبر ۶)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے کچھ قبیلے مشرکوں سے مل جائیں اور یہاں تک کہ وہ جنوں کی عبادت کرنے لگ جائیں اور یقیناً عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے آنے لگے ان میں سے ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے اور (حالانکہ) میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (یہ حدیث صحیح ہے)

اس حدیث مبارکہ میں جہاں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے آخری نبی ہونے کا اعلان فرمایا وہاں اپنے بعد کسی نئے چنے نبی کے پیدا نہ ہونے کا اعلان فرمایا اور ساتھ ہی امت کو اس بات سے آگاہ کر دیا کہ میرے بعد قیامت سے پہلے جھوٹے مدعیان نبوت ضرور پیدا ہوں گے جو یہ کہیں گے کہ وہ نبی ہیں لہذا آقا و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ کے فرمان کے مطابق اب کسی شخص کا یہ کہنا کہ میں نبی اور رسول ہوں اس شخص کے جھوٹا اور دجال ہونے کی دلیل ہے جیسے قریبی زمانہ میں صوبہ پنجاب کے ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی نام کے ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ ”اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے لقب سے پکارا ہے۔“

(نثر حیدر الوہی ص 68 مطبوعہ ربوہ، 1950ء)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نبی ہونے کا دعویدار ہے فرمان مصطفیٰ ﷺ کے مطابق مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ جھوٹا ہے مرزا قادیانی جھوٹا مدعی نبوت ہے کیونکہ نبوت رحمت اللعالمین سیدنا محمد ﷺ پر ختم ہوگئی۔

قیام پاکستان کے بعد قادیانی حضرات نے جب ختم نبوت کے اجتماعی عقیدہ کے متضاد اجرائے نبوت پر لٹریچر شائع کرنا (دوبارہ) شروع کیا تو اس وقت کے عظیم قلم کار ماہنامہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ کے مدیر، برصغیر پاک و ہند کی عظیم درس گاہ حزب الاحناف (نزد داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے مزار شریف) لاہور کے فارغ التحصیل اہل سنت کے عظیم مصنف حضرت علامہ مولانا ابوالنور محمد بشیر احمد صاحب کوٹلی لوہاراں والے دامت

برکاتہم العالیہ نے قادیانی لٹریچر میں سے ختم نبوت پر کئے گئے قادیانی اعتراضات کا محاسبہ کیا اور ایک کتاب بنیادی مسئلہ ختم نبوت کا بیان تصنیف فرمائی۔ جس میں قرآن و حدیث سے ختم نبوت کا ثبوت اور مرزائیوں کے جملہ اعتراضات (جو انہوں نے احمدیہ پاکٹ بک میں لکھے ہیں) کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں۔

اللہ کریم عزوجل نبی کریم ﷺ کے غلاموں کا بھلا کرے جنہوں نے باطل مذاہب کا نوراحسابہ کیا۔ اب کریم عزوجل ان غلامان مصطفیٰ ﷺ کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر رکھے۔ (آمین)

محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (لیصل آبادی) کے شاگرد اسلاف کی یادگار تصویر عالم باغل، صوفی باصفاء، محب العلم العلماء، حضرت علامہ مولانا محمد نور عالم صاحب چشتی رضوی کے پاس قیام پاکستان سے لے کر اب تک اہل سنت کے ماہانہ ہفت روزہ اور دیگر شائع ہونے والے رسائل جو اب نایاب ہیں کا عظیم ذخیرہ موجود ہے راقم الحروف حضرت صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری صاحب کے ذریعہ حضرت مولانا نور عالم صاحب چشتی کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت صاحب نے خصوصی شفقت فرمائی اور اپنے اس عظیم اور نایاب ذخیرہ کی ورق گردانی کرنے اور فوٹو سٹیٹ کا پیاں کرانے کی اجازت بخشی۔

راقم اس عظیم الشان لائبریری میں سے اہل سنت و جماعت کے نایاب رسائل میں سے ختم نبوت کے موضوع پر حضرت مولانا بشیر احمد صاحب کوٹلی کا رسالہ ماہ طیبہ کا خاص نمبر بعنوان بنیادی مسئلہ ختم نبوت کا بیان اور حضرت پیر کرم شاہ الازہریؒ کا رسالہ ضیائے حرم کا تحریک ختم نبوت ۱۹۷۷ء لے کر گھر آیا، مطالعہ کیا اور حضرت صاحب سے اجازت لیکر مولانا بشیر احمد صاحب کا رسالہ ختم نبوت شائع کرنے کی درخواست کی حضرت نے باخوشی اجازت دے دی۔

اشاعت کے اہتمام کیلئے میں غازی عامر چیمہ شہید رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے پیر بھائی کے کلاس فیلو انجینئر محمد آفتاب قادری صاحب حفظہ اللہ کے پاس حاضر ہوا۔ آنے کا مقصد

عرض کیا تو جناب انجینئر آفتاب صاحب نے کمال شفقت فرماتے ہوئے راقم کو اشاعت کے اہتمام کی یقین دہانی کرائی بعد میں غریب خانہ تشریف لائے اور کتاب ختم نبوت کی اشاعت کے لئے رقم دے گئے۔

مالک کریم عزوجل کی بارگاہ میں التجا ہے کہ رب کریم عزوجل نبی کریم سیدنا محمد ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے کتاب ختم نبوت کے مصنف مولانا بشیر احمد صاحب کو شفاء عطا فرمائے اور مولانا نور عالم صاحب کو اپنی رحمت سے خاص لطف عطا فرمائے اور برادر محترم جناب محمد آفتاب قادری صاحب کو صحت و تندرستی عطا فرمائے ان کی اس مالی قربانی اور دینی جذبہ کو قبول فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

احقر العباد

بندہ ضعیف خادم ختم نبوت

محمد احمد حسن قادری

10-06-2007

(نوٹ: 4 اگست ۲۰۰۷ء بمطابق ۱۹ رجب ۱۴۲۸ھ حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی انتقال فرما گئے ہیں۔)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

پہلی نظر

زمانہ طالب علمی میں شیخ الحدیث استاذی المعظم حضرت مولانا سید ابوالبرکات سید احمد صاحب دامت برکاتہم ناظم حزب الاحناف لاہور کے زیر اہتمام ہر جمعرات کو طلبائے دارالعلوم کا آپس میں مشقیہ مناظرہ ہوا کرتا تھا۔ استاذی المعظم کسی طالب علم کے ذمہ کوئی سا موضوع لگا کر اسے ارشاد فرماتے کہ فلاں طالب علم سے تمہیں اس موضوع پر مناظرہ کرنا ہوگا چنانچہ وہ طالب علم اس موضوع کے مطابق دلائل یاد کرنے لگتا اور اس کے مد مقابل دوسرے طالب علم کو ان دلائل کے جواب کے لئے تیار ہونا پڑتا۔ اس طرح طالب علموں کو اس فن میں مہارت حاصل کرنے کا موقع مل جاتا تھا۔

ایک مناظرے میں مولانا محمد غوث صاحب ملتانی کو اجرائے نبوت پر مرزائیوں کے دلائل پیش کرنے کا حکم ہوا اور مجھے ان کے مد مقابل اسلامی عقیدہ ختم نبوت پر دلائل پیش کرنے اور مرزائیوں کے دلائل کے جوابات دینے کا ارشاد ہوا۔ چنانچہ میں نے اس مناظرے کے لئے کتب خانہ دارالعلوم کا مطالعہ کر کے ”ختم نبوت“ کے لئے جو دلائل اور مرزائیوں کے دلائل کے جو جوابات لکھے۔ استادی المحترم نے مناظرہ میں سن کر وہ بہت پسند فرمائے اور انہیں کتابی شکل میں شائع کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ یہ رسالہ اسی ارشاد کی تعمیل میں شائع کیا گیا۔ جو آج نئے اہتمام کے ساتھ کتب خانہ ماہ طیبہ شائع کر رہا ہے۔

(مولانا) ابوالنور محمد بشیر (کوٹلوی)

خطبہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ- الَّذِي خَتَمَ النَّبُوَّةَ بِسَيِّدِ
الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ- وَصَرَّحَ فِي كِتَابِهِ النَّبِيِّنَ بِأَنَّهُ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَقَالَ فِي
حَقِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً
لِلنَّاسِ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ- وَالصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ ۖ الَّذِي كَانَ نَبِيًّا وَآدَمَ بَيْنَ
الْمَاءِ وَالطِّينِ- وَالَّذِي قَالَ أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِينَ وَأَنَا خَاتَمُ
النَّبِيِّينَ وَعَلَيْهِ إِلهٌ وَأَصْحَابُهُ الَّذِينَ صَدَّقُوا بِكُونِهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ النَّبِيِّينَ وَعَلَى الْأَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِينَ
خُصُوصًا عَلَى إِمَامِنَا الْأَعْظَمِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ إِمَامِ
الْمَحْدِيِّينَ- الَّذِي قَالَ مَنْ طَلَبَ عَلَامَةً مِنْ مُدْعَى
النَّبُوَّةِ بَعْدَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ- فَهُوَ مِنَ الْكَافِرِينَ-

أَمَّا بَعْدُ

فقیر عبد اللہ النجیب محمد بشیر غفرلہ المولے

تمہید

القدیر بجاہ النبی البشیر والذیر برادران اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ کہ
مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنی نبوت کا ذبہ میں بڑے مشہور ہیں اور ان کے بہت سے
دعاویٰ ہیں۔ مگر سب کے سب ہی باطل اور حق سے کوسوں دور ہیں۔ منجملہ ان کے دعاوی
کا ذبہ کے ایک ان کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ میں نبی و مرسل ہوں اور سب نبیوں سے افضل
ہوں۔ شیطان نے جو انسان کا قدیمی دشمن ہے۔ اس موقعہ کو غنیمت جان کر لوگوں کو بہکانا
شروع کیا۔ اور مرزائیت کے جال میں پھنسانا شروع کیا۔ پس بعض جو بیوقوف اور نادان
تھے اور جو محبت شیطان تھے۔ اس جال میں پھنس گئے اور اسلام سے بے تعلق ہوئے۔ پھر
اس فتنہ مرزائیت سے جو ضرر اسلام کو پہنچا۔ شاید ہی کسی اور فتنہ سے پہنچا ہو اور اس کے بانی
نے جو جو کچھ انبیاء علیہم السلام کی شان میں لکھا۔ شاید ہی کسی اور کافر نے لکھا ہو۔ علمائے
اسلام نے اس فتنہ کی کافی دوائی تردید کی اور بہتوں کو اس منجہ شیطان سے نجات دی۔ میرا
بھی خیال ہوا کہ میں بھی اس موضوع پر کچھ لکھوں اور بتاؤں کہ آقائے نامدار احمد مختار
میں نے اس کے بعد تشریحی نہ غیر تشریحی کوئی نئی پیدائش ہوگا۔ حضور علیہ السلام کے بعد جو نبوت کا
مدعی ہو وہ کافر و کذاب و دجال ہے۔ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التَّكْلَانُ۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم المرسلین محمد
رسول اللہ ﷺ تک جتنے انبیاء مبعوث فرمائے۔ سب اس دین کی تکمیل کیلئے تشریف
لائے جس دین کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام کے وجود سے رکھی گئی تھی۔ اور جس کی تکمیل زمانہ
مبارکہ حضرت خاتم المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ میں ہوئی۔ یہ شرف حضور پر نور خاتم النبیین
ﷺ کو ہی حاصل ہے کہ دین کی تکمیل حضور ہی کے وجود باوجود سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے
صاف فرمادیا۔ الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَقِمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي- اس شرف

سے کسی اور نبی کو شرف نہیں فرمایا گیا۔

بخاری شریف کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں ہے۔

حدثنا الحمیدی عن طارق بن شهاب قال قال رجل من اليهود لعمر یا امیر المومنین لو ان علینا نزلت هذه الایة اليوم اکملت لکم دینکم لاتخذنا ذلك اليوم عید فقال عمر انی لاعلم ائی یوم نزلت هذه الایة نزلت یوم عرفة فی یوم جمعة۔

ترجمہ: ”طارق بن شهاب فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اے امیر المومنین اگر یہ آیت الْیَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن عید منایا کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں جانتا ہوں کہ یہ آیت کس دن نازل ہوئی یہ آیت بروز جمعہ عرفہ کے دن نازل ہوئی۔“

اس حدیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تکمیل دین نہیں ہوئی تھی۔ مرزا صاحب نقادی خود حقیقتہً الوحی ص ۱۵۱ میں لکھتے ہیں۔ ”مگر حضرت عیسیٰ صرف توریت کے وارث تھے۔ جس کی تعلیم ناقص اور مختص القوم ہے۔ اسی وجہ سے انجیل میں ان کو وہ باتیں تاکید کے ساتھ بیان کرنی پڑیں۔ جو توریت میں مخفی اور مستور تھیں۔ لیکن قرآن شریف سے ہم کوئی زیادہ اصرار بیان نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس کی تعلیم اتم اور اکمل ہے۔ وہ توریت کی طرح کسی انجیل کا محتاج نہ تھے۔“

مرزا صاحب کی عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ اس دین کی تکمیل حضور علیہ السلام کے وجود باوجود سے ہوئی۔ چونکہ انبیاء سابقہ اسی دین کی تکمیل کی خاطر تشریف لاتے رہے اور وہ دین حضور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود باوجود سے مکمل کر دیا گیا لہذا اب ہمیں کسی نبی کی حاجت نہ رہی۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۹۷۳ جلد ۳ میں اس ۱۔ مرزا صاحب ایسے ہی صاحب قرآن محمد رسول اللہ ﷺ کی قسم کے نبی کے محتاج نہیں ۱۲۔ میر

آیت کے ماتحت ارشاد فرماتے ہیں:

هذه اکبر نعمة الله على هذه الامة حيث اكمل تعالى لهم دينهم فلا يحتاجون الى دين غيره ولا الى نبي غير نبيهم صلوات الله وسلامه عليه. ولهذا جعله خاتم الانبياء وبعثه الى الانس والجن۔

ترجمہ: فرماتے ہیں۔ اللہ کی اس امت پر یہ بہت بڑی نعمت ہے کہ اس نے ان کے لئے ان کے دین کو مکمل فرمادیا۔ پس اب یہ اس دین کے سوا کسی اور دین کے محتاج نہیں اور نہ ہی اپنے نبی (محمد رسول اللہ صلوات اللہ علیہ وسلامہ علیہ) کے سوا کسی دوسرے نبی کے محتاج ہیں۔ اسی لئے اللہ نے حضور علیہ السلام کو نبیوں کا ختم کرنے والا بنایا اور آپ کو جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا۔

عقیدہ ختم نبوت:

چونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے دین کو مکمل فرما چکا اور ہمیں کسی نبی کی حاجت نہ تھی۔ اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمادیا کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

(سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴)

ترجمہ: ”محمد (علیہ السلام) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے ختم کر دینے والے ہیں۔“

لفظ خاتم کا معنی:

مرزا لئی کہتے ہیں کہ خاتم کا معنی ختم کرنے والا نہیں ہے۔ بلکہ اس کا معنی مہر ہے یعنی حضور علیہ السلام نبیوں کی مہر ہیں۔ مگر بے چارے نہیں جانتے کہ اس کا معنی مہر کرنے سے بھی ان کا مدعا حاصل نہیں ہوتا اور نہیں جانتے کہ اس میں دو قرأتیں ہیں۔ حسن اور عاصم کے نزدیک خاتم النبیین فتح التاء ہے۔ اور سب اسے خاتم النبیین بکسر التاء پڑھتے ہیں اور

جب ہم اسے خاتم النبیین بکسر التاء پڑھیں گے۔ تو معنی صاف ہے کہ ختم کرنے والا ہے نبیوں کا اور اگر ہم اسے خاتم النبیین بفتح التاء پڑھیں گے تو بھی ہمارا مدعا حاصل یعنی اس کا معنی آخر النبیین ہوگا یعنی سب سے پچھلے نبی اور دوسرا معنی اس کا ”نبیوں کی مہر“ بھی ہوگا۔ مگر مرزائیوں کے ہاتھ کچھ نہیں لگے گا۔ بلکہ بطریق اولیٰ ”ختم نبوت“ ثابت ہوگی تمام مفسرین کرام علیہم الرحمۃ یہی فرما رہے ہیں کہ خاتم النبیین میں دو قراءتیں ہیں۔ بفتح التاء اور بکسر التاء اور دونوں صورتوں میں مطلب یہی ہے کہ حضور علیہ السلام پر نبوت ختم ہو چکی۔ آپ آخری اور خاتم الانبیاء ہیں۔ احادیث رسول اللہ ﷺ بھی اسی معنی کی تائید کر رہی ہیں۔ مرزا صاحب خود اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا (ازالہ ادہام حصہ دوم صفحہ نمبر ۶۱۲ مندرجہ روحانی خزائن جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۴۳۱) مرزائیوں! ذرا غور کرو کہ تمہارے مرزا صاحب تو خاتم کا معنی ختم کرنے والا لکھ رہے ہیں۔ مگر تم چیلوں کا یہ حال ہے کہ ان کے ترجمہ کو غلط قرار دے کر خاتم کا معنی مہر کرتے ہو۔ مگر مرزائیو! تم چاہے اس کا معنی مہر ہی کرو۔ تمہارا مدعا ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ سنو! قرآن مجید میں آتا ہے خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ۔ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۷) اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔ یعنی نہ ان کے دلوں سے کفر نکل سکتا ہے اور نہ ایمان جاگزیں ہو سکتا ہے۔ منتہی الارب میں ایک مثال دے کر سمجھاتے ہیں۔ ختم علی قلبہ۔ مہر نہاد بر دل وے تا فہم نکند چیز سے راونے بر آید چیز سے ازاں۔ یعنی مہر رکھی اس کے دل پر تاکہ نہ کسی چیز کو سمجھے اور نہ کوئی چیز اس سے باہر آ سکے۔ تو معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام نبیوں کی مہر ہیں نہ اس گروہ انبیاء میں کوئی دوسرا شامل ہو سکتا ہے اور نہ اس سے کوئی نکل سکتا ہے۔ علامہ اسماعیل حق رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان مطبوعہ مصر جلد ہفتم ص ۱۸۷ میں اس آیت کے ماتحت فرماتے ہیں۔ (و خاتم النبیین) قراء عاصم بفتح التاء وَهُوَ الْخَاتَمُ بِمَعْنَى مَا يُخْتَمُ بِهِ كَمَا الظَّاهِر بِمَعْنَى مَا يُطْبَعُ بِهِ وَالْمَعْنَى دَكَانَ أَخْرَجَهُمُ الَّذِي خُتِمُوا بِهِ وَبِالْفَارِسِيَّةِ (مہر

تینغہ براں یعنی بدو مہر کردہ شدہ در نبوت و پیغمبران را بدو ختم کردہ اند) وَقَرَأَ الْبَاقُونَ بِكسْرِ التَّاءِ اِی كَانَ خَاتَمَهُ اِی فاعل الختم فرماتے ہیں کہ عاصم نے خاتم کو بفتح التاء پڑھا ہے اور خاتم بفتح التاء مہر لگانے کے آلے کا نام ہے۔ یعنی وہ چیز جس سے مہر لگائی جاتی ہے، مثل طابع کی یعنی وہ چیز جس سے چھاپا جاتا ہے۔ اور معنی اس آیت کا یہ ہوا کہ حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں۔ جن کے وجود باوجود سے نبیوں پر مہر لگا دی گئی۔ اور فارسی میں اس کا ترجمہ یوں ہے کہ حضور علیہ السلام تینغہ بروں کی مہر ہیں یعنی آپ کے وجود باوجود سے نبوت میں مہر لگا دی گئی ہے اور پیغمبروں کے مہر لگانے والے یعنی فاعل ختم اتھنی۔

علامہ ابن جریر اپنی تفسیر ابن جریص ۲۲ ج ۱۱ میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ وَلَكِنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ الَّذِي خَتَمَ النَّبُوَّةَ قَطْعًا فَلَا تُفْتَحُ لِأَحَدٍ بَعْدَهُ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ فرماتے ہیں۔ لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین۔ یعنی وہ ذات بابرکات جس نے نبوت کو ختم کر دیا۔ پس نبوت پر مہر لگا دی گئی۔ پس نہیں کھولی جائے گی حضور علیہ السلام کے بعد قیامت تک کسی کے لئے۔ اتھنی

تفسیر جلالین ص ۳۵۲ میں لکھا ہے۔ وَفِي قِرَاءَةٍ بَفَتْحِ التَّاءِ كَالِةِ الْخَتَمِ اِی بِهِ خُتِمُوا۔ یعنی ایک قراءۃ میں خاتم بفتح التاء ہے۔ جیسے مہر لگانے کا آلہ۔ یعنی حضور علیہ السلام کے وجود باوجود سے انبیاء مہر لگا دیے گئے۔ علامہ بیضاوی فرماتے ہیں (و خاتم النبیین) و آخرهم الذی ختمهم او ختموا به علی قراءۃ عاصم بالفتح (تفسیر بیضاوی ص ۱۸۲ جلد ۲) فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں۔ جنہوں نے نبیوں کو ختم کر دیا یا خاتم بالفتح عاصم کی قراءت پر یہ کہ آپ کے وجود باوجود سے نبیوں پر مہر لگا دی گئی۔ علامہ کا شفی تفسیر حسینی ص ۱۵۵ میں اس آیت کے تحت میں فرماتے ہیں۔ (و خاتم النبیین) و مہر تینغہ براں یعنی بدو مہر کردہ شدہ در نبوت و پیغمبری بدو ختم کردہ اند۔ فرمایا۔ پیغمبروں کی مہر ہیں۔ یعنی آپ کے وجود باوجود سے نبوت میں مہر لگا دی گئی ہے اور پیغمبری آپ پر ختم کر دی گئی ہے۔

ملا جیوں رحمۃ اللہ علیہ تفسیرات احمدیہ مطبوعہ کربئی پریس بمبئی ص ۶۲۳ میں فرماتے ہیں (وخاتم النبیین) ای لَمْ یُبْعَثْ بَعْدَهُ نَبِیٌ قَطُّ (الی ان قال) والنقصُودُ اِنَّهُ یُقْهَمُ مِنَ الْاَلِیَةِ خُتْمَ النُّبُوَّةِ عَلٰی نَبِیْنَا عَلَیْهِ السَّلَامُ لِاَنَّ الْخَاتَمَ یَفْتَحُ التَّاءَ عِنْدَ عَاصِمٍ وَبِکَسْرِ التَّاءِ عِنْدَ غَمَرٍ وَعَلٰی الْاَوَّلِ هُوَ مِنَ الْخَتَامِ الَّذِیْ یُخْتَمُ بِهِ الْبَابُ وَاِنَّمَا یُطْلَقُ عَلٰی النَّبِیِّ لِاَنَّهُ یُخْتَمُ بِهِ اَبْوَابُ النُّبُوَّةِ وَیُغْلَقُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ فرماتے ہیں کہ نہیں بھیجا جائے گا آپ کے بعد کوئی نبی مقصود یہ کہ اس آیت سے ہمارے نبی ﷺ پر نبوت کا ختم ہو جانا سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے کہ خاتم بفتح التاء عاصم کے نزدیک ہے اور خاتم بکسر التاء اس کے غیر کے نزدیک ہے اور پہلی صورت میں خاتم بفتح التاء ختام سے ہے جس سے دروازہ پر مہر لگائی جاتی ہے۔ اور یہ لفظ حضور علیہ السلام پر اس لئے بولا گیا ہے کہ آپ کے وجود باوجود سے نبوت کے دروازوں پر مہر لگادی گئی۔ اور قیامت تک کے لئے بند کر دیئے گئے۔“ اٹھئی۔

دیکھئے! مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم کی ان عبارتوں سے معلوم ہو رہا ہے کہ خاتم کا معنی مہر کرنے سے بھی مرزائیوں کا مدعا حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے آکر دروازہ نبوت بند فرما دیا۔ اور اس پر مہر لگادی۔ تاکہ اب یہ دروازہ قیامت تک بند رہے اور کوئی اسے کھول نہ سکے۔ اب میں آپ کو یہ بتاؤں کہ مفسرین کرامؒ نے خاتم کا معنی ”آخر“ بھی لکھا ہے۔ یعنی حضور علیہ السلام آخر النبیین ہیں۔ مرزائی تو مہر کو ہی لئے پھرتے ہیں۔ مگر بے چارے نہیں جانتے کہ مفسرین کرامؒ نے خاتم النبیین بفتح التاء کا معنی آخر النبیین بھی لکھا ہے۔ علی ابن الحسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ وَاخْتَلَفَتْ الْقُرَاءُ فِی قِرَآءَةِ قَوْلِهِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ فَقَرَأَ ذَلِكَ قُرَاءَ الْاَصْحَارِ سَوٰی الْحَسَنِ وَعَاصِمٍ بِکَسْرِ التَّاءِ مِنْ خَاتِمِ النَّبِیِّیْنَ بِمَعْنٰی خَتَمَ النَّبِیِّیْنَ (الی ان قال) وقراء ذلك فیما یذكر الحسن وعاصم خاتم النبیین بفتح التاء بمعنی انه اخر النبیین (تفسیر ابن جریر ج ۲ ص ۱۱) فرماتے ہیں اس کی قرأت میں قاریوں نے اختلاف کیا

ہے۔ قراء مصارع نے سوا عاصم اور حسن کے بکسر التاء پڑھا ہے۔ یعنی حضور علیہ السلام نے نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔ اور حسن اور عاصم نے خاتم النبیین کو بفتح التاء پڑھا ہے یعنی آپ آخری ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ اس آیت کی تفسیر میں نقل فرماتے ہیں۔ عَنْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللہ عَنْہُ فِی قَوْلِهِ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ قَالَ اٰخِرُ نَبِیٍّ وَعَنْ الْحَسَنِ فِی قَوْلِهِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ قَالَ خَتَمَ اللّٰهُ النَّبِیِّیْنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ وَكَانَ اٰخِرُ مَنْ بُعِثَ (در منثور جلد ۵ ص ۲۰۴)

ترجمہ: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے لیکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ نے محمد ﷺ کے وجود باوجود سے نبیوں کو ختم کر دیا اور آپ آخری نبی تھے۔ علامہ کا شفیؒ فرماتے ہیں۔ وخاتم بمعنی ”آخر“ نیز ہست۔ یعنی اوہست آخر الانبیاء بنور ظہور چنانچہ اول ایثاں بود ظہور نور (تفسیر حسیفی ص ۱۵۵) فرمایا۔ خاتم کا معنی ”آخر“ بھی ہے۔ یعنی حضور علیہ السلام ظہور میں سب نبیوں سے پچھلے ہیں اور خلقت میں سب سے اول ہیں۔ شیخ زادہ شرح بیضاوی ج ۳ ص ۶۶ مطبوعہ مطبع عثمانیہ میں ہے وَمَنْ قَرَأَ بِفَتْحِهَا اَرَادَ اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اٰخِرُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدَهُ حَيْثُ خُتِمُوا بِهِ وَكَمَّ بِهِ بُنْيَانُ النُّبُوَّةِ۔

ترجمہ: جس نے خاتم کو بفتح التاء پڑھا ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ حضور علیہ السلام آخر النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ بایں حیثیت کہ حضور علیہ السلام کے وجود باوجود سے نبیوں پر مہر لگادی گئی، اور کل نبوت پورا کر دیا گیا۔

اس کے بعد واضح ہو کہ اس آیت کریمہ میں ایک اور قرأت ہے اس قرأت میں تو مرزائیوں کو چون و چرا کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ اکثر مفسرین کرام علیہم الرحمۃ نے اپنی تفاسیر میں، اس قرأت کو نقل فرمایا ہے چنانچہ علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ذُکِرَ اَنَّ ذٰلِكَ فِی قِرَآءَةِ عَبْدِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ نَبِیًّا خَتَمَ النَّبِیِّیْنَ (ابن جریر ص ۱۱ ج ۲۲) یعنی یہ آیت حضرت عبداللہ کی قرأت میں (بجائے وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ) کے

وَلَكِنْ نَبِيًّا خَتَمَ النَّبِيِّينَ هـ۔ علامہ نسفی نے بھی مدارک التنزیل میں اسے نقل فرمایا ہے۔
مرزا سیو! اب یہاں تو مہر وغیرہ کا جھگڑا ہی نہ رہا یہاں تو ختم ماضی کے صیغہ سے
ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ لیکن وہ نبی ہیں جنہوں نے ختم کر دیا نبیوں کو۔ ہاؤ اب یہاں کیا
کرو گے کیا یہاں بھی اپنے من گھڑت اعتراضات جڑو گے؟

☆☆☆☆☆

ترانہ ختم نبوت

حضرت مولانا محمد اشرف آصف جلالی

ہمیں ہے جان سے پیارا نشان ختم نبوت کا
اٹھو گھر گھر میں پہنچا دو بیان ختم نبوت کا

دیا ختم نبوت پہ رضا کے علم نے پہرہ
بنا جس کا قلم بھی تر جہاں ختم نبوت کا

سنو جتنے بھی یہاں ختم نبوت کے ہیں فدائی ہو
رہے یہ قافلہ ہر دم رواں ختم نبوت کا

خداوند مدینے کے چمکتے چاند کا صدقہ
بنا دے اپنے آصف کو حسان ختم نبوت کا

☆☆☆☆☆

تین شبہات کا نفیس ازالہ

اب میں آپ کو بتاؤں کہ آیت مذکورہ میں دو جملے ہیں۔ ایک مَا كَانَ مُحَمَّدًا أَبَا
أَحَدٍ مِّن رَّجَالِكُمْ۔ دوسرا وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔ پہلے جملہ میں اللہ
تعالیٰ نے نفی ابوة فرمائی ہے کہ حضور ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں اور دوسرے جملہ میں خدا
تعالیٰ نے حضور ﷺ کا رسول اللہ اور خاتم النبیین ہونا بیان فرمایا ہے۔ اب اگر اسے سطحی نظر
سے دیکھا جائے تو دونوں جملوں کا آپس میں کسی قسم کا ربط و تعلق معلوم نہیں ہوتا اور سمجھ میں
نہیں آتا۔ کہ حضور علیہ السلام کے کسی مرد کا باپ نہ ہونا بیان کر کے پھر آپ کا رسول اور خاتم
النبیین ہونا کس لئے بتایا گیا ہے۔ اور اگر اسے گہری نظروں سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا
ہے کہ ان دو جملوں میں کمال درجہ کا ربط و تعلق پایا جاتا ہے۔ اور وہ یوں کہ آیت مذکورہ کا پہلا
جملہ سن کر تین شبہات پیدا ہوتے تھے۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے دوسرے جملہ سے ان شبہات کا
قلع قمع فرمایا ہے۔

پہلا شبہ:

پہلا شبہ یہ پیدا ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جب فرما دیا کہ حضور ﷺ کسی مرد کے باپ
نہیں تو اب حضور ﷺ کی وہ شفقت امت پر ثابت نہ ہوئی جو باپ کو بیٹے کے ساتھ ہوتی
ہے۔ حالانکہ لوازمات نبوت سے ایک شفقت علی الامت بھی ہے۔

دوسرا شبہ:

دوسرا شبہ یہ پیدا ہوتا تھا کہ اس میں تائید ہے۔ عاص بن وائل کے اس کجواس کی جو
اس نے حضور علیہ السلام کی شان میں کیا تھا کہ (نعوذ باللہ) آپ ابتر ہیں۔

تیسرا شبہ:

تیسرا شبہ یہ پیدا ہوتا تھا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام تو مردوں کے باپ تھے۔ مگر حضور اقدس ﷺ کو کسی مرد کا باپ نہیں بنایا گیا۔ حالانکہ آپ سید الانبیاء ہیں۔ اللہ عزوجل آیت کے دوسرے جملہ سے ان تین شبہات کا ازالہ فرماتا ہے۔

پہلا شبہ تو یوں دور ہوا کہ ہر رسول اپنی امت کے لئے روحانی باپ ہوا کرتا ہے۔ اس آیت کے پہلے جملہ میں ابوة جسمانیہ کی نفی فرمائی گئی ہے اور دوسرے جملہ میں ولکن رسول اللہ سے ابوة روحانیہ کا اثبات ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محمد ﷺ کسی مرد کے جسمانی باپ نہیں۔ لیکن اپنی امت کے لئے روحانی باپ ہیں اور روحانی باپ جسمانی باپ سے افضل اور زیادہ شفیق ہوتا ہے۔ اس لئے کہ روح ایک لطیف شے ہے اور جسم کثیف ہے اور لطافت کثافت سے یقیناً افضل ہے۔ لہذا جو شے متعلق بالروح ہے وہ افضل ہے اس شے سے جو متعلق بالجسم ہے۔ یہی وجہ ہے قیامت کے روز بیٹا باپ سے، باپ بیٹے سے بھاگے گا۔ وہاں ابوة جسمانیہ ہرگز کام نہ آئے گی۔ تو ابوة روحانیہ آقاؐ کے نامدار احمد مختار شفیع المذنبین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کام آئے گی۔ ہر کوئی نفسی نفسی پکار رہا ہوگا اور حضور ﷺ امتی امتی فرما رہے ہوں گے!

پھر اللہ عزوجل نے ولکن رسول اللہ کے بعد وخاتم النبیین فرما کر حضور ﷺ کا اپنی امت پر اس سے بھی زیادہ شفیق ہونا ظاہر فرمادیا اور وہ یوں ہے کہ جس نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا ہو۔ وہ اپنی امت پر اتنا شفیق نہیں ہوتا جتنا وہ نبی اپنی امت پر شفیق ہوتا ہے۔ جس کے بعد کوئی نبی نہ آ سکے اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ میرے بعد دوسرا نبی آنے والا ہے اگر مجھ سے کچھ پند و نصائح سے بیان کرنا رہ بھی جائے گا تو اسے میرے بعد آنے والا نبی بیان کر دے گا۔ مگر وہ نبی جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ اسے یہ خیال ہوگا کہ اس امت کا سوا میرے اور ہے ہی کون۔ اس لئے وہ اپنی امت پر ہر طرح سے زیادہ شفیق ہوگا۔ دیکھئے امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۷۸۶ پر اس آیت کے تحت میں فرماتے ہیں۔ ثم إنه

تعالیٰ لَنَا نَفْسٍ كَوْنُهُ أَبًا عَقِبَهُ بَائِدٌ عَلَى ثُبُوتِ مَا هُوَ فِي حَكْمِ الْاِبْوَةِ مِنْ بَعْضِ الْوُجُوهِ فَقَالَ (ولكن رسول الله) فان رسول الله كما لا يَبْ لِيْلَامَةِ فِي الشَّفَقَةِ مِنْ جَانِبِهِ وَفِي التَّعْظِيمِ مِنْ طَرَفِهِمْ بَلْ اقْوَى فَاِنَّ النَّبِيَّ اَوَّلِيَّ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ انْفُسِهِمْ وَالْاَبُ لَيْسَ كَذَا لِكَ

ترجمہ: فرماتے ہیں پھر اللہ نے جب حضور ﷺ کے باپ ہونے کی نفی فرمائی تو اس کے بعد اس چیز کا ذکر فرمایا۔ جو اس شے پر دلالت کرے۔ جو بعض وجوہ سے ابوة کے حکم میں ہے۔ پس فرمایا (ولكن رسول الله) اور تحقیق اللہ کا رسول اپنی طرف سے شفقت میں اور لوگوں کی جانب سے تعظیم میں امت کے لئے باپ کی مانند ہے بلکہ باپ سے بھی زیادہ کہ نبی مومنوں کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہے اور باپ ایسا نہیں۔ پھر فرمایا۔ ثُمَّ يَبْنِي مَا يُؤَيِّدُ زِيَادَةَ الشَّفَقَةِ مِنْ جَانِبِهِ وَالتَّعْظِيمِ مِنْ جِهَتِهِمْ بِقَوْلِهِ (وخاتم النبیین) وَطَلِكَ لِاَنَّ النَّبِيَّ الَّذِي يَكُونُ بَعْدَهُ نَبِيٌّ اِنْ تَرَكَ شَيْئًا مِنْ نَصِيحَةٍ وَالْبَيَانِ يَسْتَدْرِكُهُ مَنْ يَأْتِي بَعْدَهُ وَاعَامَنَ لَانَنِي بَعْدَهُ يَكُونُ اَشْفَقَ عَلَى امْتِهِ وَاَهْدَى لَهُمْ وَاَجْدَى اِذْهُوَ كَوَالِدٍ يَوْلِيهِ الَّذِي لَيْسَ لَهُ عَمْرُهُ مِنْ اَحَدٍ وَقَوْلِهِ (وكان الله بكل شئ عليمًا) يعنى علمه بكل شئ كحل في علمه، اَن لَانَنِي بَعْدَهُ فرماتے ہیں۔ پھر اللہ نے اپنے قول (وخاتم النبیین) سے اس چیز کا بیان فرمایا۔ جو حضور علیہ السلام کے زیادہ شفیق ہونے اور لوگوں کا زیادہ تعظیم کرنے کا فائدہ دے اور وہ اس لئے کہ جس نبی کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ وہ اپنی امت پر بڑا شفیق اور اپنی امت کے لئے بہت ہدایت اور عطا کرنے والا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اس بیٹے کے باپ کی طرح ہے۔ جس بیٹے کا سوا اس باپ کے اور کوئی نہ ہو اور اللہ کا قول..... (وكان الله بكل شئ عليمًا) یعنی اس کا علم ہر شے سے وابستہ ہے اور اس کے علم میں داخل ہے یہ کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

دوسرا شبہ:

دوسرا شبہ بھی پہلے شبہ کے ساتھ ہی ساتھ دور ہو گیا۔ اور وہ یوں کہ پہلے جملہ میں ابوة جسمانی کی نفی ہے اور دوسرے جملہ میں (ولكن رسول الله) سے حضور ﷺ کا اپنی ساری

امت کا روحانی باپ ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ لہذا ساری امت آپ کی روحانی اولاد ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے (و خاتم النبیین) فرمایا کہ حضور ﷺ کی روحانی اولاد کی اکثریت بیان فرمادی۔ اور وہ ایسے کہ حضور ﷺ کے بعد جب کوئی دوسرا نبی نہیں تو قیامت تک کے لئے آپ ہی نبی ہوئے۔

لہذا قیامت تک جو بھی پیدا ہوگا۔ وہ آپ ہی کا امتی ہوگا۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ انا اکثر الانبیاء تبعاً یوم القیمۃ (مکلوۃ) بایں طور حضور علیہ السلام کی روحانی اولاد کی اکثریت ثابت ہوئی اور کفار کی اس بکواس کی کہ (نعوذ باللہ) آپ ابتر ہیں۔ تردید ہوگئی۔

تیسرا شبہ:

تیسرا شبہ یوں رفع ہوا کہ پہلے جملہ میں ابوہ جسدیہ کی نفی فرمائی گئی اور دوسرے جملہ میں بتایا گیا ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد ﷺ کسی مرد کے باپ اس لئے نہیں کہ وہ خاتم النبیین ہیں۔ برخلاف انبیاء سابقہ کے کہ ان میں سے کوئی خاتم النبیین نہ تھا۔ اگر آپ کو کسی مرد کا باپ بنایا جاتا اور وہ نبی نہ ہوتا تو کہا جاتا کہ نبی کا بیٹا نبی نہ ہوا۔ اور نبی بھی وہ نبی جو سید الانبیاء ہیں۔ حالانکہ پہلے نبیوں کے بیٹے نبی ہوتے آئے۔ اگر وہ نبی ہوتا تو آپ کے خاتم النبیین ہونے میں فرق آتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو کسی مرد کا باپ بنایا ہی نہیں اور اسی لئے حضور ﷺ کے صاحبزادوں کو بچپن میں ہی عالم قاتی سے بلا لیا۔ اور انہیں مبلغ رجال تک پہنچنے ہی نہ دیا۔ تفسیر جلالین ص ۳۵۳ پر اس آیت کے تحت لکھا ہے۔

فلا یكون له ابن رجل بعده یكون نبیاً

کہ آپ کا کوئی ایسا بیٹا جو مبلغ رجال تک پہنچ چکا ہو نہ ہو۔ جو آپ ﷺ کے بعد نبی ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جو عالم قرآن ہیں اور جن کے حق میں اللہ کے رسول نے اللہ سے دعا فرمائی۔ جسے خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ۔

صَنَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ عَلَيَّهِ الْكِتَابُ (بخاری) کہ حضور علیہ السلام نے مجھے اپنے ساتھ لگا کر دعا فرمائی کہ اے اللہ اسے قرآن سکھا دے۔“

یہی ابن عباس فرماتے ہیں:

يُرِيدُ لَوْلَمْ أَخْتَمَ بِهِ النَّبِيُّ لَجَعَلْتُ لَهُ إِبْنَاءَ يَكُونُ بَعْدَهُ نَبِيًّا وَعَنْهُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ لَمَّا حَكَمَ أَنَّ لَأَنْبِيَّ بَعْدَهُ لَمْ يُعْطِهِ وَلَكَ إِذْ ذَكَرَ يُصِيرُ رَجُلًا۔

(تفسیر خازن جلد ۳ ص ۷۰ تفسیرات احمد یہ بر حاشیہ ص ۶۲۳)

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ اللہ اس آیت میں یہ ارادہ فرماتا ہے کہ اگر میں حضور ﷺ کے وجود باوجود سے سلسلہ نبوت ختم نہ کرتا۔ تو آپ کو بیٹا دیتا۔ جو آپ کے بعد نبی ہوتا اور جب اللہ نے یہ فرمایا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لئے آپ کو ایسا بیٹا ہی نہیں دیا جو مبلغ رجال تک پہنچ جاتا۔

علامہ اسماعیل حقی روح البیان جلد ۷ ص ۱۷۹ میں بحوالہ مفردات فرماتے ہیں:

فَلَوْ كَانَ لَهُ ابْنٌ بَلَغَ لَكَانَ نَبِيًّا وَلَمْ يَكُنْ هُوَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ كَمَا يُرَدُّ أَنَّهُ قَالَ فِي إِبْنِهِ إِبْرَاهِيمَ (لَوْ عَاشَ لَكَانَ نَبِيًّا) وَذَلِكَ لِأَنَّ أَوْلَادَ الرُّسُلِ كَانُوا يَرِثُونَ النَّبُوَّةَ قَبْلَهُ مِنْ الْبَاءِ هُمْ وَكَانَ ذَلِكَ مِنْ إِمْتِنَانِ اللَّهِ عَلَيْهِمْ فَكَانَتْ عُلَنَاءُ أُمِّيهِ وَرَكْنُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ جِهَةِ الْوَلَايَةِ وَالْقَطْعِ إِذْكَ النَّبِيُّ يَخْتُمُ بِهِ۔

ترجمہ: فرمایا۔ اگر حضور ﷺ کا بیٹا جو حد بلوغ تک پہنچ چکا ہوتا۔ تو وہ نبی ہوتا تو پھر حضور ﷺ خاتم النبیین نہ ٹھہرتے۔ جیسے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کے حق میں فرمایا۔ اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے اور یہ اس لئے فرمایا کہ حضور علیہ السلام سے پہلے رسولوں کی اولاد کو اپنے باپ سے نبوت وراثت میں ملتی تھی اور یہ ان پر اللہ کا احسان تھا۔ اور اب حضور علیہ السلام کے خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے وراثت نبوت تو منقطع ہو چکی اس حضور ﷺ کی امت کے علماء و وارث ولایت ہیں۔“

۱۔ یہ حدیث صحیح نہیں اس کا بیان آگے (سلبویں دلیل کے زمیں) آئے گا۔ ص ۱۲

احادیث ختم نبوت

(احادیث شریفہ جن میں ختم نبوت کا بیان ہے)

اب میں ناظرین کی خدمت میں چند احادیث پیش کرتا ہوں۔ جن میں آقاؐے نامدار احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ نبوت مجھ پر ختم ہو چکی۔ اب میرے بعد کوئی کسی قسم کا نہیں۔

(۱) پہلی حدیث

مسلم شریف کتاب الفضائل میں ہے۔ جبر بن مطعم رضی اللہ عنہ راوی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ أَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِي الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمَيْ وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ۔ (صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۶۱)

ترجمہ: فرمایا: میرے لئے متعدد نام ہیں۔ میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں۔ میں ماحی ہوں کہ اللہ مجھ سے کفر مٹاتا ہے۔ میں حاشر ہوں کہ بروز قیامت لوگوں کا حشر میرے قدموں پر ہوگا۔ اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے۔ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ انجی۔

حضور ﷺ نے خود عاقب کی تفسیر فرمادی کہ عاقب وہ ہے۔ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ علامہ نوویؒ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

أَمَّا الْعَاقِبُ فَفَسَّرَهُ فِي الْحَدِيثِ بِأَنَّهُ لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ أَيْ جَاءَ عَقِبُهُ۔

ترجمہ: یعنی عاقب کی حضور علیہ السلام نے حدیث میں خود تفسیر فرمادی کہ عاقب اے کہتے ہیں جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ یعنی حضور علیہ السلام سب سے پیچھے تشریف لائے۔

شیخ سلیمان جمل شافعی حنفی جلالین عاقب کا معنی کرتے ہیں (العاقب) وَمَعْنَاهُ الْآخِرُ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ فَلَا نَبِيَّ بَعْدَهُ (جواہر البحار ج ۱ ص ۷۲۰)

یعنی عاقب وہ ہے۔ جو سب نبیوں کے بعد آوے۔ پس حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لئے کہ عاقب بمعنی آخر ہے۔

یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں بھی ہے۔ اس کی شرح لمعات میں لکھا ہے کہ عاقب آخر الانبیاء کے معنی میں ہے۔ منہتی الارب والے بھی عاقب کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَمِنْهُ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا الْعَاقِبُ يَعْنِي آخِرَ الْأَنْبِيَاءِ۔ ”اسی سے ہے حضور علیہ السلام کا ارشاد کہ میں عاقب ہوں۔ یعنی سب نبیوں سے پیچھا ہوں۔“

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۴۷ پر فرماتے ہیں۔ ”عاقب پس آئندہ یعنی خاتم الانبیاء۔“

اشعۃ اللمعات میں بھی اس کا معنی یہی لکھا ہے۔ دیکھئے (ص ۵۷ ج ۲)

(۲) دوسری حدیث

مسلم شریف کتاب الفضائل میں ہے۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

”أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَالْمُقَفَّى وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ“
فرمایا: میں محمد ہوں۔ احمد ہوں۔ آخری نبی ہوں حاشر ہوں۔ توبہ کا نبی اور رحمت کا نبی ہوں۔ (مسلم شریف ج ۲ ص ۲۶۱)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

أَمَّا الْمُقَفَّى فَقَالَ شَرُّهُ هُوَ بَعْنِي الْعَاقِبُ۔ یعنی مقفی عاقب کے معنی ہیں۔

شیخ عبدالرؤف مناوی شرح کبیر میں مقفی کا معنی لکھتے ہیں۔

(المقفی) بِشِدَّةِ الْفَقَاءِ وَكُسْرِهَا لِأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ عَقِبَ الْأَنْبِيَاءِ وَفِي قَفَاهُمْ (نقلہ البہانی رحمۃ اللہ علیہ فی جواہر البحار ج ۱ ص ۵۲۱) فرمایا کہ حضور علیہ السلام مقفی ہیں۔ اس لئے کہ آپ سب نبیوں کے بعد اور پیچھے تشریف لائے۔

علامہ ملا علی قاریؒ بھی مقفی کا معنی آخر الانبیاء لکھتے ہیں (دیکھو مرقاۃ ص ۳۷۶ جلد

(۵) اشعة الممعات ص ۵۰۳۔ جلد ۳ پر بھی مفتی کا معنی آخر انبیاء خاتم ایسا لکھا ہے۔ علامہ قسطلانی بھی مفتی کا معنی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ وَكَانَ خَاتَمَهُمْ وَآخِرُهُمْ (مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۱۸۸) یعنی حضور علیہ السلام نبیوں کو ختم کرنے والے اور آخر انبیاء ہیں۔

(۳) تیسری حدیث

مسلم شریف اور مشکوٰۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتِّ أَعْظَمَتْ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَلُصِرَتْ بِالرَّعْبِ وَأُجِدْتُ لِي الْغَنَائِمِ وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَكَلْهُورًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِي النَّبِيُّونَ۔

ترجمہ: فرمایا مجھے نبیوں پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے۔ میں کلمات جامعہ دیا گیا ہوں۔ رعب کے ساتھ منصور ہوں۔ مال غنیمت میرے لئے حلال کیا گیا۔ تمام روئے زمین میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی کر دی گئی۔ اور میں تمام جہان کے لئے رسول بنایا گیا اور میرے وجود باوجود سے نبیوں کو ختم کر دیا گیا۔

(مشکوٰۃ کتاب الفتن ص ۵۱۲ مسلم شریف ص ۱۹۹ ج ۱)

حضرت ملا علی قاریؒ مرقاۃ میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ ای وجود ہم فلاسحت بعدی بنی۔ یعنی سب لکھتے ہیں۔ ای وجود ہم فلاسحت بعدی بنی۔ یعنی سب نبیوں کے وجود کو ختم کر دیا گیا۔ اب بعد میں کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

(۴) چوتھی حدیث

ترمذی و بخاری اور مسلم نیز مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

مَقْلِي وَمَقْلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَقْلِ قَصْرِ أَحْسَنَ بُنْيَانِهِ تَرَكْ مِنْهُ مَوْضِعَ لِمْنَةٍ فَطَافَ بِهِ النَّظَارُ يَتَعَجَّبُونَ مِنْ حُسْنِ بُنْيَانِهِ إِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّمْنَةِ فَكُنْتُ أَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّمْنَةِ خُتِمَ بِي الْبَيَانِ وَخُتِمَ بِي الرِّسَالِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَا

اللَّهِنَّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

(متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۵۱۱ مسلم شریف ج ۲ ص ۲۳۸ بخاری شریف ص ۵۱۰ ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۰۹)

ترجمہ: ”یعنی میری مثال اور نبیوں کی مثال اس محل کی سی ہے۔ جس کی تعمیر بہت اچھی کی گئی ہو۔ اور ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ دیکھنے والے اس کے ارد گرد پھرتے ہیں اور خوبی تعمیر سے متعجب ہوتے ہیں۔ مگر اس ایک اینٹ کی خالی جگہ سے۔ پس میں نے آکر وہ خالی جگہ بند کر دی۔ یہ مثل مجھ سے پورا کیا گیا اور رسولوں کو مجھ سے ختم کیا گیا۔ میں عمارت نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں اور میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔“

(۵) پانچویں حدیث

بخاری شریف اور مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث شفاعت میں مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو کہیں گے کہ آج محمد ﷺ کی طرف جاؤ۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے یا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ۔ (اے محمد ﷺ آپ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں)

(بخاری شریف مسلم ج ۱ ص ۱۱۱)

(۶) چھٹی حدیث

بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَعْبُدُونَ الْآلِهَةَ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (بخاری شریف جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۳۹۹ مسلم شریف ص ۲۶ کتاب الامارۃ)

”فرمایا بنی اسرائیل کے انبیاء کے انبیاء سیاست فرماتے تھے۔ جب ایک نبی تشریف لے جاتے تو دوسرا ان کے بعد آ جاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

(۷) ساتویں حدیث

مشکوٰۃ شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَهَشْفَعٍ وَلَا فَخْرَ۔

میں پیشوا ہوں رسولوں کا اور اس میں کوئی فخر نہیں۔ میں ختم کرنے والا ہوں نبیوں کا اور اس میں کوئی فخر نہیں۔ میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں۔ اور پہلا شفاعت مانا گیا۔ اور اس میں کوئی فخر نہیں۔ اتنی۔ اسے داری نے بھی روایت کیا ہے۔ (مختلہ کتاب النبی ص ۵۱۳)

(۸) آٹھویں حدیث

عرباض ابن ساریہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے راوی کہ آپ نے فرمایا:

إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ مَكْتُوبٌ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَأَنَّ أَدَمَ لَسُنْجِدِلٍ فِي طَيْبَتِهِ
ترجمہ: بیشک میں اللہ کے ہاں اس وقت بھی نبیوں کا ختم کرنے والا "لکھا ہوا تھا۔ جس وقت کہ آدم ابھی اپنی مٹی ہی میں تھے۔ (مختلہ شریف ص ۵۱۳)

(۹) نانویں حدیث

ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام سے راوی کہ آپ نے فرمایا:

وَأَنَا اخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنْتُمْ اخِرُ الْأُمَمِ اور میں سب نبیوں کا پچھلا نبی اور تم سب امتوں سے پچھلی امت ہو۔

اسے ابن ماجہ نے اپنے سنن میں باب فتنۃ الدجال میں ص ۳۰۷ پر روایت کیا۔

(۱۰) دسویں حدیث

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِعَلِيِّي أَنْتَ مِنِّي بِسَنَازِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

سعد ابن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ:

"حضور علیہ السلام نے فرمایا (حضرت علی رضی اللہ عنہ کو) تجھے مجھ سے ایسی نسبت ہے جیسے ہارون کو موسیٰ سے۔ (علیہا السلام) مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

(مسلم شریف ج ۲ ص ۷۸ بخاری ج ۲ ص ۶۳۳ والنسائی للمسلم)

اس حدیث میں ذرا سے تامل کے ساتھ واضح ہو جاتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے نبی غیر تشریفی کے بھی ختم ہو جانے کی اطلاع دے دی۔ اور وہ یوں کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور ہارون علیہ السلام نبی تشریفی نہ تھے بلکہ غیر تشریفی تھے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نبی غیر تشریفی ہونے کی بھی حضور علیہ السلام نے نفی فرماتے ہوئے فرمایا کہ لانیسی بعدی۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ نہ تشریفی، اور نہ ایسا جیسے ہارون علیہ السلام تھے یعنی غیر تشریفی۔

مرزا نیوں کا یہ کہنا کہ لانیسی بعدی میں لانیسی کمال کے لئے ہے۔ یعنی حضور علیہ السلام کے بعد کوئی کامل نبی نہیں۔ سراسر ایک نفوذ خیال ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ تم لوگ جو لانیسی بعدی میں خبر لا کامل نکالتے ہو۔ کس دلیل سے نکالتے ہو کیا لانیسی خبر ہمیشہ کامل ہی آیا کرتی ہے؟ اگر کہو کہ ہاں تو دلیل؟ اگر نہیں تو حماقت کا اقرار کرو۔ ہم مانتے ہیں کہ لانیسی خبر کامل آسکتی ہے۔ مگر نہ یہ کہ ہر جگہ بلکہ موقعہ بموقعہ جہاں بغیر اس کے نکالے ہوئے کلام صحیح نہ ہو سکے۔ مثلاً حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: لَا صَلَوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَاقْرَأْ وَامَّا تَتَسَوَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ (سورۃ مزمل آیت نمبر ۲۰) اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ تمہیں قرآن سے جو کچھ آسان ہو پڑھو اور حضور علیہ السلام یہ فرماتے ہیں کہ اس کی نماز نہیں جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔ قرآن کا تو یہ منشا ہے کہ جو جگہ آسان نظر آئے اسے پڑھ لو۔ چاہے سورہ فاتحہ ہو یا کوئی اور سورت۔ مگر حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سورہ فاتحہ ہی پڑھو اب یہاں قرآن وحدیث میں تطبیق دینے کے لئے ہم لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب۔ میں خبر لا کاملہ نکالیں گے۔

لفظ لا (نفی جنس) کی بحث:

الاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب۔ جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔ اس کی نماز کامل انہیں۔ البتہ ہو جائے گی۔ یوں قرآن وحدیث میں تطبیق ہو جائے گی۔ مگر یہاں خبر لا کاملہ جو نکالی گئی۔

صرف اس لئے کہ قرآن میں اور اس حدیث میں تطبیق ہو جائے اور قرآن وحدیث دونوں پر عمل کر لیا جائے اور جہاں کسی قسم کی ضرورت نہ ہو۔ وہاں مخبر لا کمال نکالنا جہالت کا بین ثبوت ہے۔ اس لئے کہ خبر لاجب محذوف ہو تو اس کی خبر امور عامہ سے ہوا کرتی ہے۔ ذرا غمو کی مشہور کتاب شرح جامی کھولو۔ اور بحث لائفی جنس نکالو اور پڑھو کہ اس میں لکھا ہے۔ وَيُحَذِّفُ خَبْرًا هَذَا كَثِيرًا إِذَا كَانَ الْخَبَرُ عَامًا كَمَا الْمَوْجُودُ الْحَاصِلُ (شرح جامی مطبوعہ قوی ص ۸۷)

یعنی لائفی جنس کی خبر بہت حذف کی جاتی ہے۔ جب کہ وہ خبر امور عامہ میں سے ہو۔ جیسے موجود حاصل۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جہاں بھی کہیں لائفی جنس کی خبر محذوف ہو۔ وہ امور عامہ میں سے ہوگی۔ جیسے موجود حاصل ثابت و کائن ہاں اگر قرینہ ہو اس امر کا کہ یہاں خبر لا امور عامہ میں سے نہیں ہو سکتی۔ تو وہاں ہم ان امور کے سوا کوئی دوسری خبر نکال سکتے ہیں۔ جیسے کہ لا صلوة کاملہ گذر چکا۔ کہ وہاں قرینہ آیت فاقراء و اما تيسر من القرآن ہے۔ اور جہاں کوئی قرینہ نہ ہو وہاں لا کی خبر امور عامہ سے ہوگی جیسے کہ شرح جامی والے نے بھی لکھا ہے۔ کہ کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں بھی یہی لا ہے۔ یہاں اس کی خبر موجود ہے یعنی لَا إِلَهَ مَوْجُودٌ إِلَّا اللَّهُ (مرزا یو کیا تم یہاں بھی لا کی خبر کامل ہی نکالو گے کہ لَا إِلَهَ كَامِلٌ إِلَّا اللَّهُ اگر یونہی ہے تو معلوم ہوا کہ تمہارے بہت سے خدا ہیں۔ ایک تو کامل ہے۔ اور سب ناقص ہیں۔ مگر اس کامل خدا کے سوا اوروں کو بھی اپنا معبود جانتے ہو۔ اس لئے کہ یہاں لائفی کمال ہے۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی کامل معبود نہیں ہاں ناقص ہیں، اور وجود کی نفی سے نفی شے ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ کہا جائے لَا رَجُلٌ فِي الدَّارِ۔ اور خبر اس کی موجود نکالی جائے۔ یعنی لَا رَجُلٌ مَوْجُودٌ فِي الدَّارِ کوئی مرد حویلی میں موجود نہیں تو یہاں لائفی اگرچہ وجود کی ہے۔ مگر اس کی نفی سے نفی رجل یقیناً ہو رہی ہے۔ شرح جامی ص ۱۷۷ لا صلوة الا بقتلہ الکتاب میں لفظ صلوة صیغہ نفی میں آنے کے باعث عام ہے اور عام کمال نہیں ہوتا ہے۔ لہذا قرآن مجید کی آیت ہے اذ اقروا القرآن فاستمعوا لآب سے صلوة مقتدی مخصوص ہے اور حدیث مذکور امام مسند و مسوق وغیرہ کے لئے ہے ۱۳ شیر ۲ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۰ پر ملاحظہ فرمائیں۔

۸۶ حاشیہ ص ۶ پر لکھا ہے۔

لارجل بتقدير لا رجل موجود لنفي نفس الرجل لا لنفي صفة والوجود ان كان صفة لكن اذ انفي عن الشيء يقال نفى الشيء ولا يقال نفى صفة الشيء اذ انفي الشيء ليس الا نفى وجوه ففي الصفة صار بمعنى نفى غور الوجود فكما يكون لنفي صفة الجنس يكون لنفي الجنس الغر

یعنی لارجل بتقدیر لا رجل موجود میں نفی ذات رجل کی ہے نہ یہ کہ اس کی صفت کی اور وجود اگرچہ اس کی صفت ہے لیکن جب کسی شے سے وجود کی نفی کی جائے تو کہا جاتا ہے کہ اس شے کی نفی کی گئی۔ یہ نہیں کہا جاتا کہ صفت شے کی نفی کی گئی۔ اس لئے کہ نفی شے نفی وجود شے ہی ہوا کرتی ہے اور نفی صفت شے میں نفی غیر الوجود ہوتی ہے۔ پس لاجیسے نفی صفت جنس کے لئے ہے ایسے ہی نفی ذات جنس کیلئے ہے۔ انتہی

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جہاں خبر لا موجود ہوگی۔ وہاں اس شے کی ذات کی نفی ہوگی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ لائفی صفت کے لئے ہی نہیں آتا۔ بلکہ یہ نفی ذات جنس کے لئے بھی آتا ہے۔ مرزا یوں کا نفی کمال کو لئے پھرنا جہالت کی نشانی ہے۔

اس کے بعد اب ہم حضور علیہ السلام کے ارشاد لائفی بعدی میں غور کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ یہاں خبر لا محذوف ہے اور شرح جامی کی عبارت بتا چکی ہے کہ جہاں لا کی خبر محذوف ہو۔ وہاں اس کی خبر امور عامہ میں سے ہوتی ہے۔ لہذا ہم لائفی بعدی میں خبر موجود نکالیں گے۔ کہ لائفی موجود بعدی اور شرح جامی کے حاشیہ سے یہ پتہ چلا۔ کہ نفی وجود مستلزم نفی شے ہے۔ تو اب حدیث کا مطلب صاف ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کے اس فرمان

ہاں مرزا میرا جیسے لائفی بعدی میں کمال خبر نکال کر مرزا کی کوئی بات لیا ہے۔ ایسے ہی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں اعلان کر دو کہ خبر لا کمال ہے۔ یعنی موجود کمال اللہ کے سوا کوئی نہیں الہیت معبود ناقص ہے۔ لہذا امام ربہ مرزا صاحب ہمارے معبود اور خدا ہیں۔ یعنی ظنی خدا اور بروزی خدا اور تم تو اعلان کرتے ہی رہو گے۔ مرزا جی اپنی خدائی کا اعلان کر بھی چکے بلکہ اللہ کے دو تو فرزند ہمارے محمد بھی خود باللہ بن چکے۔ کیا تمہیں مرزا کے ان دعائی کی طرف خیال نہیں۔ (شیر)

ایک تحریف

ایک تحریف فرزند مرزائیہ کی یہ ہے کہ وَلَٰكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ میں نبیین کو تشریحی نبیوں پر محمول کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ غیبیین سے مراد خاص نبی ہیں۔ نبی وہ نبی مراد ہیں جو تشریحی ہیں۔ مگر یہ کہنا بھی ان کا بے دلیل اور منکھوت قول ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ مرزاجی کی خود ساختہ نبوت پر یہ لوگ جتنے دلائل پیش کرتے ہیں۔ وہ سب کے سب اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ جن کی اصل نہ قرآن میں ملے نہ احادیث شریفہ اور نہ کسی تفسیر اور کتب سلف میں ملے۔ سب کے سب ان کے خود ایجاد کردہ اور تار عنکبوت سے زیادہ وقعت نہ رکھنے والے ہوتے ہیں۔ اب یہی دیکھئے کہ خاتم النبیین میں محض مرزاجی کی نبوت ثابت کرنے کے لئے یہ تحریف کی جاتی ہے کہ غیبیین سے خاص انبیاء یعنی نبی تشریحی مراد ہیں۔ اب ان بھلے مانسوں سے کوئی پوچھے کہ اجماع نبیین کو مخصوص کر رہے ہو کیا تمہارے پاس کوئی شخص ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے کہیں دوسری آیت میں یہ فرمایا ہے۔ یا کسی حدیث میں آیا ہے۔ یا کسی مفسر نے یہ بتایا ہے یا کسی سلف کی کتاب میں بایا جاتا ہے یا ویسے ہی اڑایا ہے۔

حضرات ناظرین! یہ آپ کو ہرگز ہرگز اس مردود قول کی اصل کسی کتاب سے نہ دکھاسکیں گے۔ اللہ عزوجل کا اگر یہی مقصود ہوتا کہ حضور علیہ السلام ان انبیاء کے خاتم ہیں جو تشریحی نبی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ یوں فرماتا۔ وَلَٰكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ الْمُرْسَلِينَ۔ اس لئے کہ رسول خاص ہے اور نبی عام رسول صرف تشریحی نبی کو کہتے ہیں اور نبی کا اطلاق تشریحی نبی اور غیر تشریحی نبی دونوں پر آتا ہے۔ اور جب حضور علیہ السلام کا ان نبیوں کا خاتم ہونا بیان کرنا مقصود تھا۔ جو تشریحی ہیں تو پھر خاتم المرسلین ہی کہنا موزوں تھا۔

کا یہ معنی ہے کہ میرے بعد کسی نبی کا وجود ہی نہیں۔ نبوت قیامت تک کے لئے مسدود ہے۔ کوئی نبی میرے بعد پیدا نہ ہوگا۔ ہاں مرزائیوں کے پاس اگر کوئی ایسا قرینہ موجود ہے۔ جو یہاں موجود خبر نکالنے سے روکے اور کامل نکالنے کا مقتضی ہو۔ اگر کوئی ایسی آیت ہو۔ جو اس حدیث سے ٹکرائے اور اس مجبوری سے تطبیق کے لئے خبر لا کامل نکالنی پڑ جائے تو پیش کریں کہ اللہ تو فرماتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد نبی آتے رہیں گے اور حضور علیہ السلام کا فرمان اس آیت سے ٹکراتا ہے لہذا تطبیق کے لئے لانی بعدی میں خبر کامل نکالنی پڑے گی۔ مگر مرزائیوں! تم ایسی آیت اور ایسا قرینہ کیسے دکھا سکتے ہو؟ جب کہ قرآن خود فرما رہا ہو۔ وَلَٰكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ یعنی دنیا کو علی الاعلان سنا رہا ہو کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہے اور جبکہ حضور علیہ السلام خود فرما رہے ہوں۔ كَاذِبٌ هَٰؤُلَاءِ اِنْ سَرَّاهُمْ تَسْوِسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُنَّا هَٰلَكَ نَبِيٌّ خَلَقَهُ نَبِيٌّ وَاَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

(مسلم شریف کتاب الامارۃ من ابی ہریرہ)

ترجمہ: بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء فرماتے تھے جب ایک نبی تشریف لے جاتے۔ تو دوسرا ان کے بعد آ جاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اور ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کی طرف جو انبیاء حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین پر اور ان کی شریعت کے متبع آتے رہے۔ وہ غیر تشریحی تھے اور حضور علیہ السلام نے انہیں کا ذکر فرما کر فرمایا۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ آپ کا فرمان زبردست موید ہے اس امر کا کہ لانی کی خبر موجود ہو اور جبکہ حضور علیہ السلام نے صاف فرما دیا ہو اِنَّ الرَّسَالَۃَ وَالنَّبُوۃَ قَدْ اِنْقَطَعَتْ فَلَا رَّسُوْلَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ۔ (ترمذی ج ۲ ص ۵۱)

ترجمہ: ”پیشک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی ہے۔“

ذرا غور تو کرو کہ حضور علیہ السلام رسالت اور نبوت دونوں کا نام لے کر ارشاد فرما رہے ہیں کہ میرے بعد نہ کوئی رسول (یعنی نبی تشریحی) ہے اور نہ کوئی نبی (یعنی نبی غیر تشریحی) ہے تو کیا یہاں بھی دلا نبی میں خبر لا کامل نکالو گے۔ جبکہ حضور علیہ السلام نے فلا رسول بھی پہلے فرمادیا ہے۔ فتدبروا

دیگر لیکن رسول اللہ میں اللہ کا لفظ رسول فرمانا اور بعد اس کے رسول سے عدول فرما کر و خاتم النبیین میں لفظ نبی کا لانا اس امر کی دلیل ہے۔ کہ اللہ نے اس آیت میں ہمیں یہی بتایا ہے کہ آپ ہر قسم کے نبی کے خاتم ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں:

أَنَا قَائِدُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فُخْرَ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا فُخْرَ (کما ص ۵۱۴)

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۴)

ترجمہ: ”میں پیشوا ہوں رسولوں کا اور اس میں کوئی فخر نہیں۔ اور میں ختم کرنے والا ہوں نبیوں کا اور اس میں کوئی فخر نہیں۔“

اس حدیث میں بھی نظر عمیق سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمادیا کہ میں ہر قسم کے نبی کا خاتم ہوں۔ اس لئے کہ حضور ﷺ نے پہلے جملہ میں فرمایا۔ اَنَا قَائِدُ الْمُؤْمِنِينَ۔ یہاں تو حضور علیہ السلام نے مرسلین فرمایا جو خاص ہے نبیین سے اور دوسرے جملہ میں فرمایا۔ انا خاتم النبیین اور یہاں آپ نے عمین فرمایا جو عام ہے مرسلین سے اور یہ ترتیب حضور ﷺ نے کیوں اختیار فرمائی؟ اس کا جواب حضرت اعلیٰ قاریؒ سے سنیے! آپ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

عَدَلَ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى النَّبِيِّينَ لِأَنَّهُمْ أَعَمُّ فَتَكُونُ نِسْبَةُ الْخَاتِمَةِ أَلَمَ (مرقاۃ ص ۲۷۰)

ترجمہ: حضور ﷺ نے مرسلین سے عدول فرما کر عمین فرمایا۔ اس لئے کہ عمین عام ہے۔ پس خاتمیت کی نسبت ہر قسم کے نبی کی طرف ہو گئی۔

چونکہ حضور اقدس ﷺ کو معلوم تھا کہ میرے بعد دجال آنے والے ہیں۔ جو طرح طرح کی تاویلیں کر کے نبی بننا چاہیں گے لہذا حضور ﷺ نے بجائے مرسلین کے جو پہلے جملہ میں فرمایا دوسرے جملہ میں عمین فرمایا۔ تاکہ عمین کے عموم سے ہر قسم کی نبوت کا اختتام ظاہر ہو جائے۔ حضرت علامہ اسماعیل حقؒ نے تو اس امر کو بالکل واضح فرما دیا

ہے۔ انہوں نے مسلم شریف کی ایک حدیث (جو گزربھی چکی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں) نقل فرمائی ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتِّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمَةِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُجِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخِصَّةً بِالنَّبِيِّينَ۔

ترجمہ: یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

”میں کلمات جامعہ دیا گیا ہوں۔ میں رعب کے ساتھ منصور ہوں۔ میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا۔ اور میرے لئے تمام روئے زمین مسجد اور پاک کر دیئے والی کر دی گئی اور میں تمام جہان کے لئے رسول بنایا گیا۔ اور میرے وجود باوجود سے نبیوں کو ختم کر دیا گیا۔“

علامہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہوئے ختم بی النبیین کی شرح میں فرماتے ہیں۔

أَيُّ فَلَانَبِيِّ بَعْدَهُ لَا مُشْرَعًا وَلَا مُتَابِعًا (روح البیان ص ۲۹۵ ج ۷)

کہ پس کوئی نبی نہیں آپ کے بعد نہ تشریفی اور نہ غیر تشریفی، ”فصوص اور اس کی شرح (جو مولانا جامی رحمۃ اللہ نے کی ہے) میں ہے:

لَأَنْبِيَّ بَعْدَهُ مُشْرَعًا اور مُشْرَعًا لَهُ؛ وَالْأَوَّلُ هُوَ الْأَنْبِيُّ بِالْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ مِنْ غَيْرِ مُتَابِعَةٍ نَبِيٍّ آخَرَ قَبْلَهُ كَنُوحٍ وَعِيسَى وَمُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَالثَّانِي هُوَ النَّبِيُّ لِنَا شَرَعَهُ لَهُ النَّبِيُّ الْقَدِيمُ كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ۔

(روح البیان ص ۱۸۸ ج ۷)

ترجمہ: حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں تشریفی اور نہ غیر تشریفی۔ تشریفی نبی تو وہ ہے جو

احادیث متواترہ اس بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بندوں پر حضور ﷺ کا ان کی طرف بھیجا ہے۔ پھر اللہ کا مشرف فرمانا ہے۔ حضور ﷺ کو آپ کے وجود باوجود سے انبیاء اور مرسلین کو ختم کر دینے سے اور دین حنیف کو آپ کے لئے پورا کر دینے سے۔ اور تحقیق اللہ نے قرآن میں اور حضور ﷺ نے احادیث متواترہ میں خبر دے دی ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تاکہ لوگ جان لیں کہ ہر وہ شخص جو حضور علیہ السلام کے بعد نبوت کا دعوے کرے وہ کذاب ہے۔ بہت مفتری ہے۔ دجال ہے۔ گمراہ ہے۔ گمراہ کرنے والا ہے۔

اس عبارت سے ہمیں چند فوائد حاصل ہوتے ہیں:

پہلا فائدہ

تو یہ کہ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ میں نہایت ہے بقول فرقہ مرزائیہ مخصوص نبی یعنی تشریحی نبی مراد نہیں۔ بلکہ تشریحی نبی اور غیر تشریحی بوجہ عمومیت لفظ نبی دونوں مراد ہیں۔ اور یہ فائدہ علامہ موصوف کے اس جملہ سے حاصل ہوا کہ إِذَا كَانَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ فَلَا رَسُولَ بِالطَّرِيقِ الْأُولَى وَالْآخِرَى کہ جب آپ کے بعد نبی نہیں تو رسول بطریق اولیٰ راخری نہیں۔ اس لئے کہ مقام رسالت مقام نبوت سے خاص ہے ارجح تو معلوم ہوا کہ علامہ موصوف رحمۃ اللہ یہ بتا رہے ہیں کہ تمہیں سے مراد بالعموم نبی مراد ہیں۔ نہ یہ کہ مخصوص نبی یعنی تشریحی۔ اس لئے کہ وہ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ فَلَا رَسُولَ سے نبی اور رسول دونوں کی نفی کر رہے ہیں۔

دوسرا فائدہ

یہ کہ لَانَبِيَّ بَعْدِي میں خبر لا کامل نہیں اور یہ فائدہ بھی اسی عبارت سے حاصل ہوا کہ علامہ مذکور نے فرمایا إِذَا كَانَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ فَلَا رَسُولَ بِالطَّرِيقِ الْأُولَى اب إِذَا كَانَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ میں اگر خبر لا کامل نکالی جائے۔ تو ان کا فَلَا رَسُولَ بِالطَّرِيقِ الْأُولَى وَالْآخِرَى کہنا لغو۔ اور آگے ان کا یہ دلیل فرمانا کہ لَانِ مَقَامُ الرِّسَالَةِ

اخص من مقام النبوة بیکار ثابت ہوگا۔

تیسرا فائدہ

علامہ مذکور رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد ثُمَّ مِنْ تَشْرِيفِهِ لَهُ خَتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ یہ اس امر کی وضاحت کر رہا ہے کہ حضور ﷺ کے وجود باوجود سے نبی تشریحی اور غیر تشریحی دونوں ختم کر دیئے گئے۔ اس لئے کہ علامہ مذکور نے لفظ انبیاء پر ہی اکتفا نہیں کیا کہ فرقہ مرزائیہ کو یہاں بھی اپنا دواؤ چلانے کا موقع مل جائے۔ کہ انبیاء سے مراد نبی تشریحی ہیں بلکہ علامہ مذکور نے انبیاء کے بعد لفظ مرسلین فرما کر جتلا دیا کہ انبیاء سے میری مراد نبی غیر تشریحی ہیں۔ تشریحی نہیں۔ تشریحی نبی مرسلین سے مراد ہیں۔

چوتھا فائدہ

ہمیں یہ حاصل ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد مدعی نبوت چاہے وہ کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرے کافر ہے۔ گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔ مفتری اور دجال ہے۔ اور یہ علامہ مذکور کی اس عبارت سے معلوم ہوا۔ يَتَعَلَّمُوا أَنَّ كُلَّ مَن ادَّعَى هَذَا الْمَقَامَ بَعْدَهُ فَهُوَ كَذَّابٌ أَفَّاكَ دَجَالٌ ضَالٌّ مُضِلٌّ۔ یعنی تاکہ لوگ جان لیں حضور ﷺ کے بعد جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب ہے۔ بہت مفتری ہے اور دجال ہے۔ گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔

چونکہ علامہ موصوف پہلے یہ فرما آئے ہیں کہ اَفَا كَانَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ فَلَا رَسُولَ الْغَيْرِ اور ثُمَّ مِنْ تَشْرِيفِهِ (ختم الانبياء و المرسلين) اور ان سے ہر قسم کی نبوت کا اختتام ظاہر ہو رہا ہے جیسے کہ فائدہ اول اور ثالث میں گذرا۔ لہذا ان کا یہ فتوے ہر قسم کے مدعی نبوت پر صادر ہوگا۔ چاہے کوئی تشریحی نبی ہے، چاہے غیر تشریحی اور ظلی بروزی، وہ بہر صورت کافر دجال ہے۔

(روح البیان ص ۱۸۸ ج ۷ میں بحوالہ اکام کے حوالے سے)

علامہ اسماعیل حقی حضور علیہ السلام کے

بعد مدعی نبوت کو کافر لکھتے ہیں

قَالَ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ لِأَنِّي بَعْدَ نَبِيِّنَا يَقُولُهُ تَعَالَى
وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا
نَبِيَّ بَعْدِي وَمَنْ قَالَ بَعْدَ نَبِيِّنَا نَبِيٌّ يَكْفُرُ لِأَنَّهُ أَنْكَرَ النَّصَّ
وَكَذَّبَ إِلَكَ لَوْ شَكَ فِيهِ لِأَنَّ الْحُجَّةَ بَيِّنَ الْحَقِّ مِنَ
الْبَاطِلِ وَمَنْ ادَّعَى النَّبُوَّةَ بَعْدَ مَوْتِ مُحَمَّدٍ وَلَا يَكُونُ
دَعْوَاهُ إِلَّا بَاطِلًا.

ترجمہ: اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اس لئے کہ اللہ نے فرما دیا وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ اور حضور ﷺ نے فرما دیا۔ لانیسی بعدی اور جس نے ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبی مانا وہ کافر ہو جائے گا۔ اس لئے کہ اس نے نص کا انکار کیا۔ ایسے ہی اگر کسی نے اس میں شک کیا وہ بھی کافر ہے۔ اس لئے کہ دلیل نے حق کو باطل سے ظاہر واضح کر دیا ہے اور جس نے حضور اقدس ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اس کا دعویٰ باطل ہوگا۔

حضرات! کسی کو کافر کہہ دینا آسان نہیں۔ ذرا غور فرمائیے۔ کہ ایسے اہم معاملہ میں کتنی احتیاط ہونی چاہئے۔ اگر بقول مرزا یہ حضور علیہ السلام کے بعد نبی غیر تشریفی آسکتا ہے تو اس عبارت مذکورہ میں یوں نہ کہنا چاہئے تھا۔ مَنْ قَالَ بَعْدَ نَبِيِّنَا نَبِيٌّ يَكْفُرُ۔ یہاں لفظ نبی لایا گیا ہے جو اپنے عام ہونے کی وجہ سے ہر قسم کے نبی کو شامل ہے۔ بلکہ ایک اہم اور نازک موقعہ ہونے کے باعث یہاں رسول کا لفظ لانا نہایت موزوں تھا۔ اور اگر نبی ہی لانا تھا تو تشریفی اس کی صفت ڈال دی جاتی۔ تو بھی خصوصیت پیدا ہو جاتی۔ مگر ہم جہاں بھی دیکھتے ہیں۔ قرآن میں یا حدیث میں ارشادات صحابہ رضی اللہ عنہم میں یا تفاسیر میں ہر جگہ نبی کا لفظ پاتے

ہیں جو اپنے مومن ہر قسم کے نبی کو شامل ہے۔ یہ صاف دلیل ہے اس امر کی کہ انہوں نے نبی کے ہر قسم کے نبی کے خاتم ہیں۔ مگر انہوں نے صدافسوس مرزائیوں پر کہ بعض حضرت قادیانی کی خود ساختہ نبوت کے لئے وہ ایک واضح امر کو چھپا کر مخلوق اللہ کو گمراہ کرتے ہیں اور اپنی طرف سے طرح طرح کی بے اصل تاویلیں کر کر کے نامہ اغمال سیاہ کرتے ہیں۔

علامہ امام سید مرتضیٰ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

ختم نبوت پر اجماع منعقد ہے

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی شرح میں (وَنَعْتَقِدُ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى خَاتَمًا لِلنَّبِيِّينَ) فرماتے ہیں:
وَهَذَا مِمَّا أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ السُّنَّةِ وَكُنْتُ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ
فَالْكِتَابُ قَوْلُهُ وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَالسُّنَّةُ
فَمَارَوْىَ وَ إِنِّي لَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَأَقَمُّ مُنْجِدِلٍ بَيْنَ النَّبَاءِ
وَالطَّنِينَ (الی ان قال) وَ يَزُوْى أَيْضًا لِأَنِّي بَعْدِي فَقَدْ جَاءَ
حَدِيثُ الْخَتْمِ مِنْ طَرُقٍ كَثِيرَةٍ بِالْفَاطِ مُخْتَلِفَةٍ
وَالْإِجْمَاعُ فَقَدْ اتَّفَقَتِ الْأُمَّةُ عَلَى ذَلِكَ وَعَلَى تَكْفِيرِ مَنْ
ادَّعَى النَّبُوَّةَ بَعْدَهُ

(جواہر انوار ص ۶۷)

ترجمہ: حضور ﷺ کا نبیوں کا ختم کر دینے والا ہونا اہل سنت کے اجماع سے ثابت ہے اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ قرآن میں تو اللہ تعالیٰ کا فرمانا وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ اور حدیث میں مروی ہے کہ إِنِّي لَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَأَقَمُّ مُنْجِدِلٍ بَيْنَ النَّبَاءِ وَالطَّنِينَ یعنی تحقیق میں خاتم النبیین تھا۔ در اس حالیکہ آدم علیہ السلام پانی

اور مٹی میں تھے۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ لاپنی بعدی اور تحقیق ختم نبوت کی حدیثیں بہت طرح سے الفاظ مختلفہ کے ساتھ آئی ہیں اور اجماع۔ پس امت نے ختم نبوت پر اتفاق کیا ہے اور حضور ﷺ کے بعد نبوت کے دعویٰ کرنے والے کو سب بالاتفاق کافر کہتے ہیں۔ انہی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سب کا ختم نبوت پر اجماع ہے..... اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہی ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں اور جو حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ یقیناً کافر ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

حضرت ملا علی قاری شرح فقہ اکبر ص ۱۵۰ میں حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو کافر لکھتے ہیں۔

فرمایا: وَدَعَا النَّبَوِّۥ بَعْدَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفْرًا بِالْأَجْمَاعِ۔
یعنی ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔

یعفور نامی حمارہ (خر) کا عقیدہ

یعفور ایک خر تھا۔ جو حضور ﷺ کی خدمت کرنے اور آپ کا غلام بننے کی تمنا رکھتا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ تمنا پوری کی۔ ابن حبان اور ابن عساکر میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خیر کے فتح ہونے کے بعد آپ نے اس کو دیکھا اور اس سے فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے۔ عرض کی یزید بنی شہاب کا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ خرید رکھے۔ ان سب پر نبی سوار ہوتے آئے۔ وَكُنْتُ أَتَوَقَّعُكَ أَنْ تَرْكَبَنِي لَمْ يَبْقَ مِنْ نَسْلِ جَدِّي غَيْرِي وَلَا مِنْ الْأَنْبِيَاءِ غَيْرُكَ۔ مجھے یہ توقع تھی کہ حضور مجھ پر سواری فرمائیں گے کہ میرے دادا کی نسل سے سوا میرے کوئی نہیں رہا۔ اور انبیاء میں دا آپ کے کوئی نہیں رہا۔ الخ

لہذا ہمارے کو کہتے ہیں۔

یہ حدیث طویل ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اس کا نام یعفور رکھا اور جسے بلانا چاہتے تھے اسے بھیج دیتے۔ وہ چوکھٹ پر سر مار مار کر صاحب خانہ کو اشارے سے بتا دیتا کہ حضور علیہ السلام باذفر ماتے ہیں۔ اور حضور علیہ السلام کے انتقال کے بعد صدمہ فرقت سے ایک کوئیں میں گر کر مر گیا۔ (حدیث صحیحین ص ۴۶۰)

اب ناظرین خود فیصلہ کر لیں کہ ایک حیوان ناحق تو یہ کہے کہ حضور ﷺ کے سوا اب کوئی نبی نہیں مگر ایک وہ ہیں جو انسانیت کا دعویٰ کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد نبی آ سکتا ہے اور مرزا صاحب نبی ہیں۔ اولئك كالانعام بل هم اضل

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا

مخل ختم نبوت نہیں

رہا یہ امر کہ حضور علیہ السلام کے بعد جب حضرت عیسیٰ تشریف لائیں گے۔ تو ان کا تشریف لانا کیا منافی ختم نبوت نہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو وہ حضور ﷺ کی ہی شریعت پر عامل ہوں گے۔ وہ بحیثیت نبی تشریف نہ لائیں گے کہ ان کی نبوت کا زمانہ گزر چکا۔ اور جب وہ بحیثیت نبی تشریف نہ لائیں گے تو پھر ان کا تشریف لانا کسی صورت میں منافی ختم نبوت نہیں۔ تمام مفسرین کرام یہی لکھ رہے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا جب بحیثیت نبی نہیں تو منافی ختم نبوت ہرگز نہیں..... چنانچہ علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں:

وَلَا يَنْفِي سَخْفِي كَوْنِهِ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ نَزُولُ عِيسَى بَعْدَهُ لِأَنَّ مَعْنَى كَوْنِهِ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ أَنَّهُ لَا يُنْبَأُ أَحَدًا بَعْدَهُ كَمَا قَالَ يَعْلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (أَنْتَ مَيِّتٌ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي) وَعِيسَى مِنْ قَتَبَاءِ قَبْلَهُ وَجَمِنَ يَنْزِلُ إِنَّمَا يَنْزِلُ عَلَى شَرِيعَةِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مُصَلِّيًا إِلَى قِبْلَتِهِ كَانَهُ بَعْضُ أُمَّتِهِ فَلَا يَكُونُ إِلَيْهِ وَحْيٌ
وَلَا تُصَبِّحُ الْأَحْكَامَ بَلْ يَكُونُ خَلِيفَةُ رَسُولِ اللَّهِ فَإِنْ
قُلْتُ قَدْ رَوَى أَنَّ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا نَزَلَ فِي
أَخْرَازِ مَآيَ يُكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْيَهُودَ وَيَزِيدُ فِي
الْحَلَالِ وَيَرْفَعُ الْجَزِيَّةَ عَنِ الْكُفَرَةِ فَلَا يَقْبَلُ إِلَّا الْإِسْلَامَ
قُلْتُ هَذِهِ مِنْ أَحْكَامِ الشَّرِيعَةِ الْمُحَدَّثَةِ لَكِنْ طُهِرُوا هَا
مَوْقِفَ يَزْمَانِ عِيسَى (روح البیان ص ۱۸۰)

ترجمہ: اور عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا نفل ختم نبوت نہیں اس لئے کہ خاتم النبیین کے یہ
معنی ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبوت دی نہ جائے گی۔ جیسے کہ حضور ﷺ نے
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تجھے مجھ سے ایسی نسبت ہے جیسے ہارون کو موسیٰ سے (علیہما
السلام) مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو تو نبوت پہلے سے دی جا چکی اور
جب وہ تشریف لائیں گے تو حضور ﷺ کی شریعت پر تشریف لائیں گے اور حضور ہی کے
قبلہ کی طرف نماز پڑھیں گے۔ گویا کہ وہ حضور کے ایک امتی ہوں گے۔ پس نہ ان کی طرف
وحی ہوگی نہ احکام صادر فرمائیں گے بلکہ وہ حضور ﷺ کے خلیفہ ہوں گے۔ اور اگر تم یہ کہو
کہ حدیث میں آتا ہے کہ عیسیٰ رضی اللہ عنہ بعد نزول صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں
گے۔ حلال میں زیادتی کریں گے۔ جزیہ کافروں سے اٹھالیں گے اور ان سے سوا اسلام
کے اور کچھ قبول نہ کریں گے۔ تو میں کہوں گا کہ یہ سب کچھ شریعت محمدیہ ﷺ کے ہی
احکام ہیں لیکن ان کا ظہور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا۔ اٹھنی

علامہ عبداللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَعِيسَى مِمَّنْ نُبِيُّ قَبْلَهُ وَجِئَن يَنْزِلُ عَامِلًا عَلَى شَرِيعَةِ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَهُ بَعْضُ أُمَّتِهِ

(تفسیر مدارک التذلل جلد ۳ ص ۲۲۴)

ترجمہ: فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام تو حضور علیہ السلام سے پہلے عہدہ نبوت پر مامور ہو چکے اب
جب وہ نازل ہوں گے تو حضور ﷺ کی شریعت کے عامل ہوں گے گویا کہ وہ حضور
ﷺ کے ایک امتی ہیں۔
علامہ بیضاوی فرماتے ہیں:

وَلَا يَقْدَحُ نَزُولُ عِيسَى بَعْدَهُ لِأَنَّهُ إِذَا نَزَلَ كَانَ

عَلَى دِينِهِ مَعَ أَنَّ الْمَرَادَ أَنَّهُ أَخْرَجَ مَنْ تَبِعَ (بیضاوی ص ۱۸۲)

ترجمہ: فرمایا: ختم نبوت میں نزول عیسیٰ علیہ السلام نفل نہیں اس لیے کہ جب وہ نازل ہوں
گے تو حضور علیہ السلام کے دین پر ہوں گے۔ باوجودیکہ ہماری مراد یہ ہے کہ حضور علیہ السلام
آخر ہیں ان کے جو نبی ہو چکے۔

☆☆☆☆☆

شیران کا بایکاٹ کیجئے

شیران گستاخان رسول ﷺ مرزا یوں کی مشروب ساز فیکٹری ہے اس کی آمدنی
کا ایک کثیر حصہ دارالکفر ربوہ جاتا ہے مسلمان اپنی کم علمی کی بنا پر اس کے مشروبات اور دیگر
مصنوعات خرید کر کم از کم ۲۰ پیسے فی روپیہ ”ربوہ فنڈ“ میں جمع کرواتے ہیں اور اس طرح اپنے
آقا و مولا جناب خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، دین اسلام اور وطن عزیز پاکستان کی
مخالفت کے بھیانک جرم میں شریک ہو جاتے ہیں لہذا اس کی تمام تر مصنوعات (شیران
بوتل، شیران جوس، شیران لیسن ہارلے، شیران شمر قند شربت، شیران چٹنی، شیران جام
وغیرہ وغیرہ کا بایکاٹ ہر غیور مسلمان عاشق رسول ﷺ کا دینی دلی فرض ہے۔

النَّبِيِّينَ سے تعارض لازم آئے گا۔ اور لازم باطل ہے۔ اس لئے کہ حالت تعارض میں کلام حق کا من عند اللہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ لہذا ملزوم بھی باطل۔

جواب نمبر ۲:

ہم آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ تم لوگوں کا دعویٰ تو یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد نبی آ سکتا ہے مگر دلیل میں پیش کرتے ہو وہ آیت جس میں لفظ رسل آتا ہے۔ حالانکہ رسول نبی سے خاص ہے (جیسے کہ پہلے گذر چکا) یہ عجیب منطق ہے کہ دعویٰ کسی اور امر کا اور دلیل کسی دوسری شے کی۔ پس یا تو یہ کہو کہ حضور علیہ السلام کے بعد رسول بھی آ سکتے ہیں۔ ورنہ جو تمہارا جواب دہی ہمارا جواب!

لو آپ اپنے دام میں آ گیا صیاد پھنس گیا

ہاں ذرا علامہ علاؤ الدین علی بن محمد کا بھی ارشاد سن لیجئے۔ وہ فرماتے ہیں۔ **إِنَّمَا قَالَ رَسُولٌ بَلْفِظِ الْجَمْعَ وَإِنْ كَانَ الرَّادِيهِ وَاجِدًا وَهُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهُ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَهُوَ مُرْسَلٌ إِلَى كَأَقِيَةِ الْخَلْقِ قَدْ كَرِهَ بَلْفِظِ الْجَمْعِ عَلَى سَبِيلِ التَّعْظِيمِ فَعَلَى هَذَا يَكُونُ الْخِطَابُ فِي قَوْلِهِ يَا بَنِي آدَمَ لِأَهْلِ مَكَّةَ وَمَنْ يَلْحَقُ بِهِمْ وَيَقِيلُ أَرَادَ جَمِيعَ الرُّسُلِ وَعَلَى هَذَا فَالْخِطَابُ فِي قَوْلِهِ يَا بَنِي آدَمَ عَامٌّ فِي كُلِّ بَنِي آدَمَ** (تفسیر خازن ص ۱۸۶ ج ۲)

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسل جمع کے صیغہ سے فرمایا۔ اگرچہ مراد اس سے واحد ہے۔ اور وہ حضور اقدس ﷺ ہیں۔ اس لئے کہ آپ نبیوں کے ختم کرنے والے اور سارے جہان کیلئے رسول ہیں۔ اور اللہ کا اصل رسل جمع کے صیغہ سے فرمانا یہ تعلیم ہے۔ پس اس صورت میں خطاب یا بنی آدم کے والوں اور جوان سے لاحق ہیں۔ ان کے لئے ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسل سے تمام رسول مراد لئے ہیں۔ اس صورت میں خطاب ہر بنی آدم کے لئے ہے۔ انتہی

اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ رسل حضور ﷺ کو کہا گیا ہے۔ مگر اس کی جمیعت

فرقہ مرزائیہ کے دلائل اور ان کے جوابات

مرزائیہ کی پہلی دلیل

يَا بَنِي آدَمَ إِنَّمَا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ

أَيَاتِي الْخ (سورۃ الاعراف آیت ۲۵)

ترجمہ: (اے بنی آدم جب کبھی آویں تمہارے پاس میرے رسول تم میں سے بیان کرتے ہوئے تم پر میری آیتیں) اور اب اس غرض (لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیات بتلانا) پورا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔“ (احمدیہ پاکستان بک س ۲۵۵ شائع کردہ فخر الدین مرزائی)

ہمارا جواب نمبر (۱):

غالباً آپ یا تینکم سے استدلال کرتے ہیں کہ یہ صیغہ مستقبل ہے لہذا حضور علیہ السلام کے بعد بھی رسول آتے رہیں گے۔ مگر افسوس کہ آپ نے کسی تفسیر کو بھی اٹھا کر نہیں دیکھا۔ آپ ذرا علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا مطلب دریافت کیجئے۔ آپ کو وہ اس کا مطلب یہ بتائیں گے کہ عن ابی سَیَّار السُّلَمِیِّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ آدَمَ وَذُرِّيَّتَهُ فِي كَفِّهِ فَقَالَ يَا بَنِي آدَمَ إِنَّمَا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ الْآيَاتِي الْخ یعنی ابی سارسلمی سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو اپنی ہتھیلی میں لے کر کہا۔ کہ یا بَنِي آدَمَ إِنَّمَا يَأْتِيَنَّكُمْ الْخ (ابن جریر ص ۸۸ ج ۱۱۳ اور مشرق ص ۸۲)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ اللہ کا فرمان حضرت آدم علیہ السلام کے وقت کا ہے۔ اور یہ امر ظاہر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور اقدس ﷺ تک کئی رسول تشریف لائے۔ مگر اس آیت سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد بھی نبی آتے رہیں گے۔ اس آیت سے اگر یہ مطلب لیا جائے تو وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمَ

حضور علیہ السلام کے خاتم الانبیاء ہونے کی وجہ سے نہیں لے سکتے۔ لہذا اسے تعظیم پر محمول کریں گے۔ بتائیے جناب کیا یہ واضح دلیل نہیں اس امر کی کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ علامہ خازن رحمۃ اللہ علیہ کا رسل کو تعظیم پر محمول کرنا اس لئے ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جیسے کہ خود انہوں نے بتا دیا کہ لَآئِلَہٗ خَاقَہُ الْاَنْبِیَآءِ

اور دوسرے قول کے مطابق جب تمام رسول مراد لئے جائیں۔ تو ظاہر ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر حضور علیہ السلام تک کئی رسول تشریف لائے۔ آپ لوگوں کو چاہئے کہ کوئی ایسی آیت پیش کریں۔ جس میں صاف اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہو۔ کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی آتے رہیں گے۔ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا النَّارَ الَّتِي دُفِئَتْهَا النَّاسُ وَالْبَحْرُ جَارَةٌ أَيْدَتْ لِلْكَافِرِينَ ○ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۴)

ہاں یہ بھی بتائیے کہ اگر اس آیت سے اجراءے نبوت کا ثبوت مل رہا ہے۔ تو مرزا صاحب ہی حضور ﷺ کے بعد نبی ہوئے۔ ان سے پہلے اتنی دراز مدت میں کوئی بھی نبی نہ آیا۔ رسل جب جمع کا صیغہ ہے تو چاہئے تھا کہ کم از کم تین نبی تو آجاتے۔ تاکہ جمعیت مستحق ہو جاتی۔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ اس وقت لوگوں کو آیات اللہ سنانے کی سخت ضرورت ہے۔ مان لیا۔ مگر اس کی تکمیل علماء کرام جو کر رہے ہیں۔ ورنہ بتائیے کہ اس وقت کون نبی ہے؟ کیا اس وقت آیات سنانے کی ضرورت نہیں؟ فتدہوا۔

دوسری دلیل

نبوت رحمت ہے اور پھر رحمت محسنوں کے قریب ہے۔ إِنَّ رَحِمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ..... (سورۃ اعراف آیت نمبر ۵۶) بَلِّغْ مَنۢ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ دَهْوًا مُّحْسِنِينَ فَلَهُۥ أَجْرُهُ الْغَرَبُ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۱۲)

ترجمہ: ہاں جس نے سوئے دیا اپنا منہ اللہ کو اور وہ محسن ہے۔ پس اس کے لئے اجر ہے اور پھر فرماتا ہے کہ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ۔ (سورۃ الصافات آیت نمبر ۸۰) اب ضرور ہے کہ محسن نبی نہیں۔ (احمدیہ پاکت بک ص ۲۵۵)

ہمارا جواب ۱:

واہ سبحان اللہ۔ کیا کہنا۔ اس قسم کے نزاعے استدلال آپ لوگوں کو ہی کرتے دیکھا۔ ہم اگر یوں کہیں کہ نبوت تشریعی یعنی رسالت رحمت ہے۔ اور پھر رحمت محسنوں کے قریب ہے۔ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین المخراب ضرور ہے کہ محسن نبی تشریحی نہیں تو جو تمہارا جواب وہی ہمارا جواب!

جواب ۲:

معلوم ہوتا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے منہ پھیر بیٹھے ہیں۔ آپ نے مرزا صاحب ہی کو سب کچھ سمجھ لیا ہے۔ اور اگر آپ نے اپنے اس واحد قہار پروردگار سے منہ نہیں پھیرا ہے تو کیا آپ بھی نبی ہیں؟ اگر نہیں تو بقول تمہارے (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ) اللہ کا فرمانا إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ اور كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ جھوٹا ہوا۔ اگر ہیں تو فرمائیے کہ آج تک دعویٰ کیا ہی نہیں یا ہم تک اطلاع نہیں پہنچی۔ اگر واقعی آپ بھی نبی بن چکے ہیں تو خوب رہے گی۔ یعنی قادیانی کا ساتھی ملتان لے بنی۔

خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو!

جواب ۳:

جناب فخر الدین صاحب آپ کو شاید اس استدلال پر بڑا فخر ہو مگر کچھ پوچھو تو یہ نزاعے ڈھنگ کا استدلال پاکٹ میں ہی رکھنے کے قابل ہے۔ شائع کرنے میں تو ایک اونٹ نے فہم کا مالک بھی اس طرز کے استدلال کو علامت جہالت ٹھہرائے گا۔ ارے آج مرزا صاحب ہی ایک ایسا شخص پیدا ہوا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو اپنا منہ سوئے دیا۔ خدا را انصاف سے کہو۔ حضرت خلیفہ اکبر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا اپنا مال و جان اللہ کی راہ میں قربان کر کے اللہ کو اپنا منہ سوئے دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور حضرت عثمان و مولا علی رضی اللہ عنہ نے کیا (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ) بقول تمہارے اللہ عزوجل سے منہ پھیر لیا تھا۔ جو ان جلیل القدر ہستیوں میں سے کوئی

احمدیہ پاکت بک کا شائع کرنے والا فخر الدین ملتان کا تھا۔

بھی نبی نہ ہوا۔ مرزا صاحب سے پہلے بڑے بڑے قطب الاقطاب اولیاء اللہ مثلاً حضرت پیران پیر قدس سرہ العزیز، حضرت خواجہ نقشبند وغیرہما گذرے۔ ان میں سے تو کوئی نبوت کا مدعی نہ ہوا۔ مگر آج مرزا صاحب ہی ایک ایسے شخص پیدا ہوئے۔ جنہوں نے اپنا منہ اللہ کو سونپا اور وہ نبی بن گئے۔ مگر ان سے پہلے کوئی بھی ایسا نہ گذرا۔ کہ جس نے اپنا منہ اللہ کو سونپ دیا ہو۔۔۔۔۔ (افسوس)

جواب ۴:

ارے اس سے تو ہمارے دعویٰ کو تقویت پہنچتی ہے کہ حضور ﷺ رحمت ہیں وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (سورہ انبیاء آیت نمبر ۱۰۷) اور پھر رحمت محسنوں کے قریب ہے۔ ان رَحْمَةِ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ (سورہ اعراف آیت نمبر ۵۶) لہذا حضور علیہ السلام جب محسنوں کے ہر وقت قریب ہیں پھر انہیں سوائے اپنے پیارے نبی کے کسی دوسرے نبی کی کیا ضرورت۔ ہاں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے منہ پھیر لیا ہے۔۔۔۔۔ جنہیں اللہ کا مطلق خوف نہیں رہا۔ وہ چونکہ محسن نہیں اور محسن کے قریب رحمت نہیں۔ اس لئے وہ بنائیں اپنا ایک علیحدہ نبی۔ اور وہی اسے نبی کہتے پھریں۔ مسلمان ہرگز نہیں کہیں گے۔ کیونکہ ان کا پیارا نبی ان کے پاس موجود ہے۔

تیسری دلیل

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (سورہ الفاتحہ آیت نمبر ۵) ہدایت سے مراد نبوت بھی ہے۔ (احمدیہ پابک ص ۱۵۵)

جواب ۱:

تو پھر آپ کو کیا نفع پہنچا؟ یہ ثابت کر دو کہ إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ میں بھی ہدایت سے نبوت مراد ہے۔ آپ سے یہ کون پوچھتا ہے کہ ہدایت کے کتنے معنی ہیں جو آپ نے یہ کہنے کی تکلیف گوارا فرمائی کہ ہدایت سے نبوت بھی مراد ہے۔ اگر ہے بھی تو یہ نہیں کہ جگہ بنی ہو۔ ورنہ اِِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ جب ہر ایک مصلیٰ نماز میں پڑھتا ہے تو

: ایک نبی کیوں نہیں۔ اور کیا مرزا صاحب سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وغیرہم یہ نماز میں نہ پڑھا کرتے تھے۔ جو وہ نبی نہ ہوئے۔

جواب ۲:

نبوت وہی ہے۔ کسی نہیں

چوتھی دلیل

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا

(سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۵) (پاکت ص ۲۵۹)

جواب:

آپ غالباً اس آیت کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ عذاب جب ہی آتا ہے۔ جب کہ رسول آچکا ہو۔ لہذا مرزا صاحب کے زمانہ میں طاعون کا پھیلنا دلیل ہے اس امر کی مرزا صاحب نبی ہیں۔ افسوس کہ آپ نے نبی کا آنا موجب عذاب سمجھ لیا۔ کہ نبی اپنے ساتھ ساتھ عذاب لے کر آتا ہے۔ استغفر اللہ۔ یہ عقیدہ آپ ہی کو مبارک ہو۔ کیا ہمارے آقا و مولا حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ جب تشریف لائے تو دنیا پر عذاب آیا تھا یا حضور علیہ السلام کو اللہ نے یہ فرمایا تھا کہ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ یعنی اے محبوب اللہ ان پر عذاب نہ کرے گا۔ دریاں حالیکہ تو ان میں رہتی افروز ہے۔ ذرا غور کرو اور ایسے ایسے کلمات کہنے سے روکو۔ اگر عذاب کا آنا اسی امر کی دلیل ہے کہ نبی آیا ہے۔ تو ذرا کان لگا کر سنئے۔ کہ بخاری شریف باب الفراد من الطاعون میں یہ حدیث آتی ہے۔۔۔۔۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَجَاءَ سَرَعًا بَلَّغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ﷺ) قَالَ إِذَا سَبَعْتُمْ بَارِضَ فَلَا تَقْبَلُوهُ عَلَيْهِ وَإِذَا دَفَعَهُ بَارِضٌ وَأَنْتُمْ بِي فَلَا تَخْرُجُوا فَرَارًا مِنْهُ فَرَجَعَ عُمَرُ مِنْ سَرَعًا بَلَّغَهُ

ترجمہ: عبد اللہ بن عامر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے۔ جب سرخ (ایک شہر ہے) پہنچے۔ تو انہیں یہ خبر پہنچی کہ شام میں طاعون پھیلی ہے۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب تم سنو کہ فلاں جگہ طاعون ہے تو وہاں نہ جاؤ۔ اور اگر کسی جگہ طاعون پڑے اور تم اسی جگہ ہو تو اس سے بھاگ کر وہاں سے نہ نکلو۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے لوٹ آئے۔“

فرمایے! کہ شام میں جو طاعون پڑی تو اس وقت شام میں کون سا نبی تھا۔ اور اگر نہیں تھا۔ تو تمہارا کہنا کہ عذاب کا آنا علامت بعثت نبی ہے۔ غلط ہوا یا نہ۔ یقیناً غلط ثابت ہوا۔ ایسے ہی انگلستان میں طاعون پڑی۔ شاہ جہان کے عہد حکومت میں ہندوستان میں زبردست طاعون پڑی اور نے الحال بھی اس کا وقوع کہیں نہ کہیں ہوتا رہتا ہے۔ تو کیا ان ایام میں بھی کوئی نبی آیا؟ آؤ میں تمہیں بتاؤں..... کہ مرزا صاحب کے زمانہ میں طاعون کے پھیلنے کا سبب واقعی مرزا صاحب کا وجود تھا۔ مگر نہ برائے علامت نبوت مرزا صاحب۔ بلکہ اسلئے کہ آپ کے زمانہ میں مرزا صاحب کی طفیل تعلیم محمد رسول اللہ ﷺ کا جھٹلانا عام تھا۔ قرآن شریف میں طرح طرح کی تحریفیں کی جاتی تھیں..... احادیث کو ردی کے ٹوکے میں پھینکنے کے قابل سمجھا جاتا تھا مرزا صاحب کے نزدیک اجماع کی کچھ وقعت نہ تھی۔ علماء کرام کو گالیاں حتیٰ کہ انبیاء عظام تک خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی گالیوں سے نہ بچے۔ حضرت سید الشہداء حسین رضی اللہ عنہ کو (جو وہ درجہ کے لادالے تھے حضور ﷺ کے) نظر حقارت سے دیکھ کر صد حسین است در گرہ بنام لہ کہا جاتا تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے بیٹا ثابت کرا کے انت منی بمنزلہ ولدی لکھا جاتا تھا۔ کہیں نفوذ باللہ اللہ کے لئے نطفہ ثابت کیا جاتا تھا۔ ”کبھی خود خدا اور کبھی رسول“ اور کبھی کہا جاتا تھا کہ میں مسیح زماں اور مہدی موعود ہوں وغیرہ۔ چونکہ حضور ﷺ کی بعثت عامہ ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا نَكَاةً لِّدُنَاسٍ۔ (سورہ سباء، ص ۱۸) اور آپ کی مقدس تعلیم دنیا کے کونے کونے پر پہنچ چکی ہے۔ لہذا جہاں بھی اس کا جھٹلانا عام ہوگا۔ وہاں عذاب آئے گا۔ مرزا صاحب کے زمانہ میں تعلیم

موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب عام تھی۔ لہذا طاعون پڑی۔ یہی مطلب آیت مذکورہ کا ہے کہ ہم مذاب نہیں دیتے یہاں تک کہ ہم رسول مبعوث کر لیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ کَاسِہِ اسرہ باندھ کر رسول مبعوث فرمایا۔ اب آپ کے تشریف لے آنے کے بعد بھی اگر اللہ کی نافرمانیاں ہوتی رہیں اور لوگ اپنے نبی کو نبیوں کا راجا علیحدہ ہی بنائے لگیں تو ضرور عذاب آئے گا۔

یا نچو یس ویس

يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ
عَلَيْكُمْ آيَاتِي وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا-

(سورۃ انفعام آیت نمبر ۱۳۰) (احمدیہ پبلکیشنز، ۲۵۶)

جواب:

کیوں عقل کے پیچھے لڑنے پھرتے ہو اس آیت سے اجرائے نبوت کا بھلا کیسے ثبوت نکل سکتا ہے۔ یہ تو قیامت کو اللہ تعالیٰ جنوں اور انسانوں کو کہے گا کہ اے گروہ جنوں اور انسانوں کے کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہ آئے۔ جو تم پر میری آستیں پڑھتے۔ اور اس دن کی ملاقات سے تمہیں ڈراتے تھے۔ تو بتلائیے کہ اس سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ اللہ یہ فرما رہا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی نبی آتے رہیں گے۔ علامہ اسماعیل حقنی لکھتے ہیں۔

أَيُّ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِثَقَلَيْنِ جَمِيعًا أَلَمْ

يَا تُكْمِدُ فِي الدُّنْيَا (روح البیان ص ۵۰۵ ج ۳)

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کو جنوں اور انسانوں سب کو فرمائے گا۔ کہ کیا دنیا میں تمہارے پاس میرے رسول نہ آئے الخ

تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کو یوں فرمائے گا۔ خصوصاً مرزا نیوں سے ضرور سوال ہوگا کہ کہا میں نے وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ (سورۃ سہاۃ جت نمبر ۱۸) فرما کر محمد رسول اللہ

ﷺ کو تم سب کی طرف رسول بنا کر نہ بھیجا تھا جو تم نے ایک اپنا الگ نبی بنا لیا اور محمد رسول اللہ ﷺ سے نہایت توڑ کر مرزا صاحب کے بن گئے۔ خدا تعالیٰ انہیں

چھٹی دلیل

وَقَالَ لَهُمْ خِرَافَتُهَا اَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا۔

(سورہ زمر آیت نمبر ۲۸) (پاکت بک ص ۲۵۶)

جواب:

یہ بھی قیامت کو کہا جائے گا۔ اس کا مضمون اور پانچویں دلیل کی آیت کا ایک مضمون ہے۔ اس سے بھی اجراء نبوت کا ثبوت ہرگز نہیں مل سکتا۔

ساتویں دلیل

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا

(سورہ نور آیت ۵۵)

ترجمہ: وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور کام کئے اچھے۔ البتہ ضرور خلیفہ کرے گا ان کو زمین میں جیسا کہ خلیفہ کیا تھا ان لوگوں کو جو پہلے ان سے تھے اور البتہ قائم کرے گا واسطے ان کے دین ان کا۔ جو پسند کیا گیا ہے واسطے ان کے اور البتہ بدلے گا ان کو پیچھے خوف کے امن۔“ (پاکت بک ص ۲۵۷)

جواب:

ہاں صحیح ہے کہ اللہ عزوجل ان لوگوں سے جو ایمان لے آئے اور جنہوں نے عمل صالح کئے۔ وعدہ فرماتا ہے۔ کہ وہ مشرکین کے قبضہ سے نکال کر عرب و عجم کی زمین کا انہیں وارث بنائے گا۔ جیسے کہ اس نے نبی اسرائیل کو ملک شام کا بادشاہ بنایا اور وہاں کے جاہل

بادشاہوں کو ہلاک کیا تھا۔ علامہ ابن جریر جز ۱۸ ص ۱۰۹ پر اور اکثر مفسرین نے یہی لکھا ہے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارکہ میں مسلمانوں کو وہ فتوحات عظیمہ عطا ہوئیں کہ جنہیں ہر تاریخ دان جانتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ خلافت سے مراد یہاں سلطنت ہے۔۔۔۔۔ نبوت نہیں۔ ورنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم اور ہر مسلمان بادشاہ کو جو خلیفۃ المسلمین کہا جاتا ہے۔ تو کیا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ نبی المسلمین ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ یہاں خلافت سے مراد سلطنت ہے۔ چنانچہ آگے خود اللہ کا یہ فرمانا کہ وبعید لئنهم من بعد محوفهم امنا۔ اسی معنی کی تائید کرتا ہے اور اگر اس سے مراد نبوت ہی ہے تو افسوس کہ رب العزت جل شانہ تو یہ فرمائے کہ انہیں کسی امر کا خوف نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کے خوف کو اس سے بدل دے گا۔ مگر مرزا صاحب ڈر کے مارے حج کو بھی۔۔۔۔۔ تشریف نہ لے گئے اور جب کبھی کسی شہر میں تشریف لے گئے۔ تو بجائے عون اللہ کے پولیس کے محتاج ہوئے۔ اور پولیس کے زبردست پہرہ میں تشریف لے جاتے رہے۔

جواب ۲

حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسْتَخْلَفَ اللَّهُ أَوْلِيَاءَهُ فِي الْأَرْضِ (روح البیان ص ۱۷۳ ج ۶) یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیا کرام کو زمین خلیفہ بنایا ہے گویا علامہ موصوف بھی اس خلافت سے مراد نبوت نہیں لیتے اور کیسے لیں۔ جب کہ ان کے نزدیک حضور علیہ السلام کے بعد ندی نبوت کا فرو مرتد ہے۔ (کامار)

جواب ۳

امام فخر الدین رازمیؒ نے تو اس آیت کے ماتحت اس امر کا صاف فیصلہ فرما دیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد چونکہ کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لئے اس خلافت سے مراد نبوت ہرگز نہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

كَلِمَاتُ الْآيَةِ عَلَى إِمَامَةِ الْإِنِّيَةِ الْأَرْضِيَةِ فَذَلِكَ لِأَنَّهُ تَعَالَى

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الْحَاضِرِينَ
فِي زَمَانٍ مُّحَدِّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الزَّمَانُ بِقَوْلِهِ
لَمْ يَسْتَخْلِفْنَهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
الْبَرِّ وَمَعْلُومٌ أَنَّ الزَّمَانَ بِهَذَا الْوَعْدِ بَعْدَ الرَّسُولِ هُوَ لَا
لِأَنَّهُ اسْتَخْلَفَ غَيْرَهُ لَيَكُونُ إِلَّا بَعْدَهُ وَمَعْلُومٌ أَنَّهُ لَا
نَبِيَّ بَعْدَهُ لِأَنَّهُ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّ الزَّمَانَ بِهَذَا
الْإِسْتِخْلَافِ طَرِيقَةُ الْأَمَانَةِ.

ترجمہ: فرمایا کہ یہ آیت ائمہ اربعہ کی امامت پر دلالت کرتی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ وعدہ فرمایا کہ وہ انہیں خلیفہ بنائے گا جیسے پہلے لوگوں کو بنایا تھا۔ یہ وعدہ البتہ ان ایمان داروں اور عمل صالح کرنے والوں سے ہے۔ جو زمانہ مبارکہ محمد رسول اللہ ﷺ میں حاضر تھے۔ اور یہ معلوم ہے کہ اس وعدہ سے مراد یہ لوگ حضور علیہ السلام سے بعد ہے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ کے سوا کسی دوسرے کا خلیفہ کرنا حضور علیہ السلام کے بعد ہو سکتا ہے۔ (یعنی حضور علیہ السلام کے دنیا میں تشریف رکھتے ہوئے کوئی دوسرا خلیفہ بننے کا ہرگز مستحق نہیں کہ آپ خود خلیفہ اعظم ہیں) اور یہ امر تو معلوم ہو چکا کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لئے کہ آپ ﷺ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ پس اب اس اختلاف سے مراد طریقہ امامت ہے۔

ناظرین! دیکھئے! کہ امام فخر الدین رازیؒ نے صاف فیصلہ فرمادیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ نبیوں کے ختم کر دینے والے ہیں اور اس آیت میں خلافت سے مراد نبوت ہرگز نہیں۔ ہاں اس آیت سے:

امامت ائمہ اربعہ کا ثبوت ملتا ہے۔ مرزا یحیٰٰ! اتنا تو بناؤ کہ تم نے اس خلافت سے مراد نبوت جولی ہے تو کیوں لی ہے؟ کیا ہر جگہ خلافت بمعنی نبوت آتی ہے۔ اگر ہاں تو کیا خلیفۃ المسیح الثانی بھی نبی ہیں۔ اگر نہیں تو بس فیصلہ ہوا کہ یہاں بوجہ حضور علیہ السلام کے خاتم

الانبیاء ہونے کی خلافت سے مراد نبوت نہیں اور زرا اتنا تو سوچو کہ مرزا صاحب کے سوا کوئی بھی پہلے معاذ اللہ ایمان دار اور عمل صالح کرنے والا نہ گذرا۔ جو حسب وعدہ الہیہ نبی بنا۔ آج تیرہ سو برس کے بعد مرزا صاحب ایک ایسے شخص تشریف لائے۔ جو ایمان دار اور عمل صالح کرنے والے تھے۔ جو وہ نبی بن گئے۔

جواب ۴:

اس امر کا فیصلہ خود حضور علیہ السلام فرما گئے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ہاں خلفاء آتے رہیں گے۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

كَانَتْ بَنُو إِسْرَآئِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَانَبِيٌّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ الْخُلَفَاءُ فَتَحْكُمُونَ۔ (مسلم شریف کتاب الامارۃ ص ۱۲۶)

فرمایا کہ بنی اسرائیل کی انبیاء سیاست فرماتے تھے۔ جب ایک نبی تشریف لے جاتے تو اس کے بعد دوسرا آ جاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اور خلیفے بہت ہوں گے۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے۔ کہ لَمْ يَسْتَخْلِفْنَهُمْ سے مراد نبوت نہیں۔ اس لئے کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔

آٹھویں دلیل

نبی ﷺ روحانی سراج منیر (سورج) تھے۔ (احزاب ع ۶) پس جس طرح جسمانی سورج کے لئے ایک چاند ہوتا ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کے لئے بھی ایک چاند ہونا ضروری ہے۔ ورنہ وہ سورج کیسا۔ جس کے لئے چاند نہ ہو۔ (احمدیہ پبلکیشنز ص ۱۵۷)

جواب ۵:

واللہ اعلم کس مصلحت سے آپ نے یہاں صرف آیت کے ترجمہ پر اکتفا کیا۔ لو میں پڑھ دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ حضور اقدس ﷺ کو فرماتا ہے۔ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ يَافُوْهُ وِسِرَاجًا مُّنِيْرًا (سورۃ الاحزاب آیت

نبرہ ۳۱) اس آیت میں اللہ عزوجل حضور انور ﷺ کو سراج منیر فرماتا ہے۔ مگر افسوس کہ تم لوگ مرزاجی کی خود ساختہ نبوت کی خاطر قرآن مجید کے معنی بالکل ہی غلط کرنے لگے۔ خدا را ذرا انصاف سے کہنا کہ کیا یہاں سراج کا معنی سورج ہے یا چراغ۔ یہ کس نے لکھا ہے۔ کہ سراج سورج کو کہتے ہیں۔ آپ قیامت تک نہیں دکھا سکیں گے کہ سراجا منیر سے مراد سورج ہے۔ ذرا لغت کا ہی مطالعہ کر لیا ہوتا، منتھی الادب فی لغات العرب کی جلد ثانی ص ۳۲۲ پر دیکھ لیتے کہ وہاں کیا لکھا ہے۔ سراج بالکسر چراغ۔ یعنی سراج چراغ کو کہتے ہیں علامہ اسماعیل حق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بالفارسیہ (یعنی چراغ روشن و درخشاں) یعنی سراجا منیر کا معنی یہ ہے۔ چراغ روشن اور چمکتا ہوا۔ (روح البیان ص ۱۹۷) اور مفسرین کرام نے اس کی وجہ یہی لکھی ہے کہ حضور ﷺ کو چراغ کہا گیا اور سورج نہیں کہا گیا اور حالانکہ سورج چراغ سے زیادہ روشن اور چمکنے والا ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چراغ روشن اس لئے فرمایا کہ جیسے ایک چراغ سے ہزاروں چراغ روشن ہو سکتے ہیں۔ ایسے ہی حضور علیہ السلام کے وجود باوجود سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے قلوب کو نور ہدایت سے منور فرمایا۔ اور حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اَصْحَابِی کَالنُّجُومِ فَبِأَيِّهِمْ أَتَدْرِيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ میرے صحابی مثل ستاروں کی ہیں۔ پس ان میں سے تم کسی کی بھی اقتدا کر دے تو ہدایت پاؤ گے اسی طرح سلسلہ بسلسلہ مخلوق خدا اس ایک سراج منیر سے اپنے دل نور ہدایت سے منور کرتی چلی آئی۔ برخلاف سورج کے کہ سورج سے کوئی چراغ روشن کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔ چنانچہ امام فخر الدین رازیؒ نے بھی اپنی تفسیر ص ۸۹ جلد ۶ پر یہی لکھا ہے اور بھی بہت سی وجوہ لکھی ہیں۔ مگر اس وقت ہمیں بتانا یہ ہے کہ سراج کا معنی چراغ ہے نہ کہ سورج۔ تو اب تمہارا سراج کا معنی سورج کرنا اور پھر مرزاجی کی نبوت ثابت کرنا بنا الفاسد علی الفاسد ہے۔

جواب ۲

سبحان اللہ کیا ہی عجیب استدلال ہے۔ ذرا اتنا تو بتلائیے کہ تیرہ سو برس سے یہ سورج

کیا بغیر چاند کے ہی چلا آیا۔ یعنی مرزا صاحب سے قبل اتنی دراز مدت میں تو یہ سورج بغیر چاند کے رہا اور تیرہ سو برس کے بعد مرزا صاحب کے زمانہ میں آکر اس کے لئے چاند بنا افسوس کہ مرزا صاحب کی محبت میں عقل بھی روانہ ہوئی۔ آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ محمد رسول اللہ ﷺ ایک ایسے سورج ہیں۔ کہ یہ سورج تو ان کا ایک ادنیٰ سا پر تو اور کرشمہ ہے اس سورج کے لئے تو ایک چاند ہے اور شمس مدینہ ﷺ کے لئے ہزاروں چاند حضور ﷺ سے پہلے گزر چکے (یعنی انبیاء علیہم السلام) چونکہ سورج کے طلوع ہونے پر چاند بے نور ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے محمد رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے آنے سے پہلی تمام شریعتیں منسوخ ہو گئیں۔ اور حضور علیہ السلام کی شریعت قیامت تک کے لئے قائم کر دی گئی اور چونکہ سورج جب تک موجود رہے چاند نہیں نکلتا۔ اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ جیسے سورج کے ہوتے ہوئے کوئی نبی نہیں آ سکتا اور جیسے سورج کی روشنی میں کسی دوسری روشنی کی حاجت نہیں رہتی۔ ایسے ہی حضور پر نور محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت ہوتے ہوئے ہمیں کسی اور چاند کی حاجت نہیں۔ سورج کے ہوتے ہوئے چراغ روشن نہ کرے گا۔ مگر جس کو مراقب ہوا اور جو بے وقوف و پاگل ہو۔

جواب ۳

نُورُ الْقَدْرِ مُسْتَفَادٌ مِنْ نُورِ الشَّمْسِ چاند کی روشنی سورج کی روشنی سے حاصل کر رہا ہے۔ مگر چاند سورج سے روشنی لے کر سورج نہیں کہلا سکتا۔ تو جب بقول تمہارے مرزا صاحب شمس مدینہ ﷺ کے لئے (نور بالشد) چاند ہیں تو وہ حضور انور ﷺ سے فیض حاصل کر کے، نبی کیسے بن گئے۔

(۹) نویں دلیل

قرآن مجید میں آتا ہے:

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۶)

میں دعا کرنے والے کی دعا سنتا ہوں۔ جبکہ وہ پکارے یعنی دعا سنی جاتی ہے اور مانگئے

والے کو خائب و خاسر نہیں رکھا جاتا۔ اس کلیہ کے بعد دیکھئے کہ قرآن مجید کی پہلی ہی سورت میں ہمیں دعا سکھائی گئی ہے کہ اٰهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یعنی ہم کو سیدھے راستے کی ہدایت دے۔ پھر مستقیم راستے کی تعریف فرمائی گئی۔ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے نعمتیں کیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ متعین سے کون لوگ مراد ہیں اور وہ کون سی نعمت ہے جس سے ان کو اللہ تعالیٰ نے سرفراز فرمایا۔ اس کا جواب بھی ہمیں کتاب اللہ میں ملتا ہے۔ جہاں پر اللہ جل شانہ فرماتے ہیں۔ وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَإِذْ جَعَلْتُ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلْتُكُمْ مَلَائِكَةً لِّسِرَةِ آلِ عِمْرَانَ (نمبر ۲۵) اور جب کہا حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کو کہ اے قوم یاد کرو اللہ کی اس نعمت کو جو تم پر ہوئی۔ جب کہ تم میں سے اس نے نبی بنائے اور تم کو..... بادشاہ بھی بنایا۔ اس آیت میں اللہ جل شانہ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل پر قومی طور سب سے بڑی جو نعمتیں ہوئیں..... وہ نبوت اور بادشاہت تھیں۔ پس اس کا حاصل یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے ایک دعا مسلمانوں کو سکھائی کہ متعین کے انعام مانگو اور متعین کے انعام خود گنوائے۔ اور فرمایا کہ نبوت سب سے بڑا انعام ہے اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کا انعام قومی طور پر مانگنا خدا کا نسا ہے لیکن اگر حضرت سرور کائنات فخر دو عالم کے بعد دروازہ نبوت بند ہوتا۔ تو کبھی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو یہ دعا نہ سکھاتا۔ کیونکہ جو چیز دینی ہی نہیں اس کے متعلق یہ حکم دینا کہ مانگو۔ حکیم کی شان اور قدوس کی ذات کے خلاف ہے۔ (ذکر نبوت کی حقیقت منتخب کردہ جہان میں ص ۵۳۲)

جواب ۱

کیوں مسلمانوں کا ایمان چھیننے کے درپے ہو۔ تمہارے یہ فضول استدلال تاریک بکوت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ خدا را ذرا انصاف سے بولنا کہ تم نے جو حاصل نکالا ہے۔ کہ ”پس اس بیان کا حاصل یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے ایک دعا مسلمانوں کو سکھائی کہ متعین کے انعام مانگو۔“ یہ کہاں سے نکالا ہے۔ یہ رب العزت جل شانہ نے کس جگہ فرمایا ہے کہ متعین کے انعام مانگو۔ افسوس کہ تم خود صراط اللہ بنی انعام کا یہ ترجمہ کر چکے ہو کہ ”یعنی راستہ

ان لوگوں کا جن پر تو نے نعمتیں کیں اور آگے چل کر یہ کہتے ہو کہ خدا تعالیٰ نے ایک دعا مسلمانوں کو سکھائی۔ کہ متعین کے انعام مانگو۔ سچ ہے۔

دروغ گور حافظہ نباشد!

ذرا عقل سے کام لو۔ اللہ عز وجل تو مسلمانوں کو یہ دعا سکھا رہا ہے۔ کہ متعین کا راستہ مانگو۔ یعنی جس راہ پر اللہ کے شمع لوگ چلے۔ اے اللہ ہمیں بھی اسی راہ پر چلائیو! اور پھر سے نظر ثانی کر لو کہ اللہ تعالیٰ، یوں ارشاد فرماتا ہے۔

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ ”راہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام کئے۔“

یوں نہیں فرماتا۔ انعام اللہ بنی انعام علیہم کہ تمہارے معنی دوست ہو سکیں۔

جواب ۲

اللہ تعالیٰ کا کلام سچا۔ اس کا ہر ایک وعدہ سچا۔ اس نے یہ فرمایا ہے۔ أُجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَا۔ میں دعا کرنے والے کی دعا سنتا ہوں اور ہمیں یہ دعا بھی سکھلا دی۔ کہ اٰهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ کہ اے مولا ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے۔ ان لوگوں کے راہ کی ہدایت دے جن پر تو نے انعام کئے۔ سو اللہ عز وجل نے اپنے فضل و کرم کے ساتھ ہمیں اس راہ پر رکھا۔ جس پر اس کے شمع لوگ ہیں۔ حضور علیہ السلام سے لے کر آج تک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم تابعین کرام تبع تابعین علیہم الرحمة بڑے بڑے مجتہد اور عالم غوث و قطب اور ابدال غرضیکہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰت والسلام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں اسی راہ پر رکھا کہ جس پر ساری امت کو چلتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ اور جس راہ میں آمد و رفت، بکثرت ہو۔ وہی راہ مستقیم ہے۔ کہ ہر کوئی سیدھے راستے کا طالب ہے۔

ہاں جن کے قلوب میں ابتدا ہی سے کجی رکھ دی گئی ہے۔ وہ راہ مستقیم کے طالب ہرگز نہیں اور جب وہ دل سے راہ مستقیم کے طالب نہیں ہیں۔ تو زبانی ان کا کہہ دینا کہ اٰهْدِنَا

ہیں۔ ”یہ آیت دروازہ نبوت کے مسدود نہ ہونے پر نص صریح ہے۔ (نبوت کی حقیقت ص ۶)

جواب ۱

جناب والا معیت سے عینیت کس طرح ثابت کر لی۔ اس آیت میں تو حق سبحانہ ان لوگوں سے جو اللہ اور اللہ کے رسول کے مطیع ہیں۔ یہ وعدہ فرما رہا ہے کہ ان کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے نعمتیں کی ہیں۔ تم جو ترجمہ کرتے ہو..... ”وہ ان لوگوں میں سے ہوں گے۔ بالکل غلط ہے۔ اس لئے کہ ”مع“ مقاربت کے لئے آتا ہے۔ جیسے کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (سورہ فتح آیت نمبر ۲۹) اور معہ رسول اللہ والذین معہ الخ (سورہ انفال آیت نمبر ۳۱) ظاہر ہے کہ یہاں ”مع“ بمعنی ”ساتھ“ ہے اور اگر تمہارے معنی لیا جائے تو لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ تین صابر ہو۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم عین محمد ﷺ ہوں تو کیا یہ صحیح ہے۔ اگر نہیں تو پھر آیت مذکورہ میں کس لئے اس کا معنی ”میں سے“ کیا جاتا ہے؟

جواب ۲

علامہ جلال الدین سیوطی اس آیت کے ماتحت حدیث نقل فرماتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ لَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَإِنَّكَ لَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ وَلَدِي وَإِنِّي لَأَكُونُ فِي النَّبِيِّتِ فَإِذَا ذُكِرْتُ لِمَا أَصْبِرُ حَتَّى آتِي فَأَنْظِرُوا إِذَا ذُكِرْتُ مَوْتِي وَمَوْتُكَ عَرَفْتُ إِنَّكَ إِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّةَ رُفِعَتْ مَعَهُ النَّبِيُّنَ وَإِنِّي إِذَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ خَشِيتُ أَنْ لَا أَرَاكَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْزَلًا۔

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ (ﷺ) آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب

ہیں اور میری اولاد سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ اور تحقیق میں گھر میں ہوتا ہوں اور آپ کو یاد کرتا ہوں۔ تو بے قرار ہو جاتا ہوں۔ جب تک کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر جناب کی زیارت نہ کر لوں مجھے صبر نہیں آتا اور جب میں اپنی موت اور حضور کا وصال یاد کرتا ہوں۔ تو جان جاتا ہوں کہ آپ جب جنت میں تشریف لے چلیں گے تو آپ نبیوں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ اور میں جنت میں جاؤں گا تو ڈرتا ہوں کہ میں آپ کو نہ دیکھ سکوں گا۔ پس یہ آیت فوراً نازل ہوئی۔ کہ مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْخَيْرُ (سورہ النساء آیت نمبر ۶۹) (در منثور ص ۱۸۲)

یہ آیت مذکورہ کا شان نزول ہے۔ اب ذرا غور و تدبر کے ساتھ واضح ہو جاتا ہے کہ آیت میں ”مع“ کا معنی ”ساتھ“ ہے۔ اس لئے کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے ان کی یہ عرض تھی۔ کہ حضور آپ تو جنت میں مقام انبیاء میں ہوں گے اور میں کہیں اور ہوں گا۔ مجھے اس امر کا ڈر ہے کہ میں شاید آپ کو وہاں دیکھ نہ سکوں گا۔ تو اللہ عز و جل نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو اللہ اور اللہ کے رسول کے مطیع ہیں۔ وہ قیامت کو انہیں لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام و اکرام کئے۔ گویا اللہ عز و جل اس شخص کو تسلی دے رہا ہے کہ جب تمہیں ہمارے محبوب سے اتنا پیار ہے کہ ان سے کہیں بھی جدا نہیں رہنا چاہتے تو ہم بھی تجھے قیامت کو اپنے محبوب کے ساتھ ہی رکھیں گے۔ نہ یہ کہ تجھے نبی ہی بنادیں گے ورنہ بتاؤ کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو نبی بنادیا تھا۔ اگر تمہارا معنی صحیح ہے اس شخص کو بالطریق الاول نبی بننا چاہیے تھا۔ مگر نہ وہ نبی بنا۔ نہ اس نے معاذ اللہ دعویٰ کیا۔ لہذا معلوم ہوا کہ تمہارے معنی غلط ہیں۔ صحیح یہی ہیں کہ وہ لوگ متعین کے ساتھ ہوں گے۔ یہی مطلب حضور علیہ السلام کے فرمان کا ہے۔ کہ الموء مع من احب آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ نہ یہ کہ آدمی خود اپنا عینہ محبوب بن جاتا ہے۔ علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں۔ هَذَا تَرْغِيبٌ لِلْمُؤْمِنِينَ فِي الطَّاعَةِ حَيْثُ وَعِدُوا مُرَافَقَةَ أَقْرَبِ عِبَادٍ إِلَى اللَّهِ يَعْنِي يَهْمُ الْمُتَمِينَ كَلِمَةً تَرْغِيبٌ هِيَ طَاعَتُهُمْ۔ بائیں حیثیت کہ اللہ کے

مقرب لوگوں کی رفاقت سے وعدہ کئے گئے ہیں (روح البیان ص ۱۳۲ ج ۲)

معلوم ہوا کہ ”مع“ بمعنی ”ساتھ“ کے ہی ایسے ہی حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں اس شخص کا عرض کرتے ہوئے یہ کہنا کہ اِنْكَ اِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّةَ دُفِعَتْ مَعَ النَّبِيِّينَ اس امر پر صریح وال ہے کہ مع کا معنی ساتھ ہے۔ یعنی آپ جب جنت میں داخل ہوں گے تو آپ نبیوں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ اور اگر تمہارے معنی لئے جائیں۔ تو یہ معنی ہوا کہ آپ جب جنت میں تشریف لے چلیں گے۔ تو آپ نبی بنائے جائیں گے۔ تو لازم آیا کہ حضور ﷺ كُنْتُمْ نَبِيًّا وَكُنْتُمْ الْخُلَفَاءَ الْمَعْلُومِينَ وَالنَّاءِ فَرَمَانِے والے قیامت کے روز نبی نہیں گئے اور اب نہیں (معا: اللہ) یہ عقیدہ تمہیں کو مبارک ہو۔

جواب ۳

کیا مرزا صاحب سے قبل کوئی بھی مطیع نہ گزرا۔ ذرا ہوش میں آؤ۔ تمہیں خود بھی تو اطاعت اللہ اور اطاعت رسول کا دعویٰ ہوگا۔ تو بتاؤ کہ تم نبی ہو یا کون ہو۔ ارے اگر تمہارے معنی ہی صحیح ہوتے تو سب سے احق اور مقدم حضرت خلیفہ اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ نبی ہوتے۔ ایسے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب، مطیع اللہ وال رسول تھے۔ بڑے بڑے غوث قطب گذرے۔ مگر مرزا صاحب کے سوا تم نے سب کو نعوذ باللہ مطیع اللہ وال رسول نہ سمجھا۔ (افسوس صد افسوس)

جواب ۲

خدا را ذرا انصاف سے کہو کہ تم نے آیت پوری نقل کی ہے یا کچھ حصہ اس کا چھوڑ دیا ہے۔ افسوس کہ قصداً جان بوجھ کر مرزا صاحب کی خاطر یہ دھوکے بازیاں کی جاتی ہیں۔ ناظرین! اس آیت کے آگے اللہ عزوجل نے یوں فرمایا ہے کہ حَسَنَ اَوْلِيَاكَ دَفِيقًا یعنی جنہوں نے اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کی۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کئے۔ نبیوں میں سے اور صدیقین میں سے اور شہداء صالحین میں سے اور وہ لوگ (یعنی جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کئے) بہت ہی اچھے رفیق

ہیں۔ اب ناظرین خود فیصلہ کر لیں کہ رفیق ساتھی کو ہی کہتے ہیں یا نہیں۔

مرزا یو! کیا لا تقربوا الصلوٰۃ والی حکایت تم لوگوں کو درایت میں ملی ہے۔

تو۔ مع کے لفظ کے معنی من کے بھی آتے ہیں کہ وہ یہاں (بہت کی حقیقت میں)۔

اقول۔ ہاں آتے ہیں تو آئیں۔ تم یہ ثابت کرو کہ اس آیت میں بھی اس کے معنی

من کے ہیں۔ مرزا تو جب تھا کہ اگر ”بھی“ کا لفظ مضم کر کے یوں کہتے کہ مع کے لفظ کے معنی

من کے آتے ہیں مگر خیر تم لوگوں سے کچھ بعید بھی نہیں۔ کل کو یوں ہی لکھ دو گے۔ آپ کا

شکر یہ کہ آپ لفظ ”بھی“ تو لے آئے اور یہ تو بتا دیا کہ اس کے معنی ہر جگہ حسن کے نہیں

آتے۔ سمجھ لو کہ ”مع“ کے حقیقی معنی ”ساتھ“ کے ہیں اور حقیقت جب معذور یا متروک

و محجور ہو تو مجاز کی طرف جانا پڑتا ہے ورنہ حقیقت مقدم ہے۔ ”مع“ جہاں بھی بمعنی ”من“

آئے گا۔ وہ معنی مجازی ہوگا۔ مگر اس آیت میں جب کہ کوئی کسی قسم کا تعذر نہیں بلکہ ایک

آیت میں ”مع“ کا حقیقی معنی ہی لینے کی تاکید کر رہی ہو تو پھر خواہ مخواہ معنی مجازی کی طرف

جانا خلاف اصول اور علامت جہالت ہے۔

گیارہویں دلیل

کیا آپ کے بعد نبی نہ ہونا اچھی بات ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو پھر کیوں ایسے معنی نبی کریم

ﷺ کے متعلق کہتے جاتے ہیں حالانکہ یہ امت خیر امت ہے۔ لیکن نبی اسرائیل میں بے شمار

نبی آتے رہے یہ اچھی خیر امت ہے کہ اس میں ایک نبی بھی آئیں سکتا۔ (حمید پاکستان ص ۲۰۱)

جواب ۱

گویا آپ ختم نبوت کا فیصلہ مخلوق کے اچھا یا برا کہنے پر کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلطی

ہے۔ اجماع اللہ تعالیٰ جب فرما چکا۔ کہ حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ خود آقائے مدینہ

ﷺ ارشاد فرما چکے کہ میں آخری نبی ہوں۔ پھر اللہ اور اللہ کے رسول کے فیصلہ کر دینے

کے بعد آپ مخلوق کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ افسوس، یاد رکھو کہ تمہیں مخلوق سے پوچھنے کا

ہرگز ہرگز حق حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے افعال خالی از حکمت نہیں ہوتے وہ جو چاہے

سو کرے۔ ہمیں دل اندازی کا حق حاصل نہیں۔ تمہیں اگر اس میں شک ہے تو اللہ سے پوچھا ہوتا کہ اے اللہ! جب حضور علیہ السلام کے بعد نبی نہ ہونا اچھی بات نہیں تو پھر تم نے کیوں فرمایا: وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کے بعد نبی نہ ہونا ہی اچھی بات ہے۔ کیونکہ کسی شے کا حسن و قبح شارع سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اور شارع علیہ السلام ایسے مدعیان نبوت کو جو آپ کے بعد دعویٰ کریں۔ دجال فرماتے ہیں۔ پھر اچھی بات کیسے ہوئی۔

جواب ۲

حضور علیہ السلام کے بعد نبی نہ ہونا باعث علوشان محمدی اور باعث اعزاز امت محمدیہ علیٰ صاحبہا السلام ہے۔ مثلاً ایک مدرس اعلیٰ منفرداً بغیر کسی اعانت غیر کے اپنے ہائی سکول کے جمع طلباء کو سبق دے دیتا ہے اور ایک دوسرے مڈل سکول کا مدرس اعلیٰ بغیر کسی دوسرے مدرس کی مدد کے تمام طلباء کو سبق نہیں دے سکتا۔ بلکہ اس نے چھوٹے چھوٹے مدرس رکھ چھوڑے ہیں۔ تو پہلا مدرس جو بغیر کسی معین کے اپنے ہائی سکول کے تمام اسباق پورے کر دیتا ہے۔ اعلیٰ واعلم ہے۔ اس دوسرے مڈل سکول کے مدرس سے جو بغیر کسی معین کے سارے اسباق تک نہیں بھا سکتا۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طریق سے حضور علیہ السلام کی فضیلت علی سائر الانبیاء ثابت کی ہے کہ اور انبیاء تو خاص خاص قوموں کی طرف مبعوث ہوتے رہے اور حضور علیہ السلام وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ کَاسِہَا سر باندھ کر مبعوث ہوئے۔ لہذا وہ شخص جو سارے جہان کے لئے ہادی و معلم بن کر تشریف لایا ہو۔ افضل ہے۔ اس سے جو ایک خاص قوم کی طرف مبعوث ہو۔ اس لئے ظاہر ہے کہ ایک شخص کے دو دشمن ہیں اور وہ ان سے مقابلہ کر کے جیت جاتا ہے۔ اور ایک شخص کا ایک سارا شہر دشمن ہے۔ اور وہ اس سارے شہر سے مقابلہ کر کے جیت جاتا ہے۔ تو یہ اس کی بکمال درجہ بہادری اور فضیلت ہے۔ اس پہلے شخص سے جو دو دشمنوں سے مقابلہ کر کے جیت چکا ہے۔ حضور اقدس ﷺ جب دنیا میں رونق افروز ہوتے ہیں تو جہان میں خصوصاً

ملک عرب میں جو جو کچھ ہوتا تھا۔ سب پر واضح ہے ایسے ظالم اور وحشی لوگوں میں آپ تشریف لا کر بحکم خداوند کریم سارے عالم کو مخاطب فرماتے ہیں۔ یَا أَيُّهَا الْمَکَا فِرُونَ لَا تَعْبُدُوا الْعِیْدُوْنَ (سورۃ الکافرون آیت نمبر ۲) اب ظاہر ہے کہ ایک شخص ایک شہر میں جا کر اہل بلدۃ کے مخالف آواز اٹھا کر اور انہیں بغیر کسی خوف کے برا کہہ کر تنہا ان سے مقابلہ کرتا ہے اور پھر فتح یاب ہو کر اس شہر پر قبضہ کر کے حکومت کرنے لگ جاتا ہے۔ تو یہ اس کی کمال درجہ کی بہادری اور فضیلت ہے۔

جواب ۳

اگر اس امت کا خیر امت ہونا اس امر کا مقتضی ہے کہ اس امت میں نبی آویں۔ تو پھر چاہئے تھا کہ بنی اسرائیل کی طرح اس امت میں بھی بے شمار بلکہ اس سے بھی زائد نبی آتے یہ اچھی خیر امت ہے کہ اس میں ایک ہی نبی آوے۔ خود تم مان چکے ہو۔ کہ بنی اسرائیل میں بے شمار نبی آتے رہے تو افسوس ہے کہ بنی اسرائیل میں تو بے شمار نبی مانو اور اس امت میں جسے خیر امت بھی کہتے ہو۔ ایک ہی نبی ثابت کرتے ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مبارکہ میں ہی حضرت یوشع علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ساتھ ہی ان کے برادر حضرت ہارون علیہ السلام نبی موجود تھے۔ تو پھر اس امت میں جو خیر امت ہے۔ کیا وجہ کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں پھر آج تک اور کوئی نبی نہ ہوا۔

بارہویں دلیل

نبوت نعمت ہے۔ یَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَكُمْ فِيكُمْ اَنْبِیَاءَ۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۲) تو گویا نعوذ باللہ آپ رحمۃ للعالمین نہیں بلکہ لوگوں کے لئے منحوس ہیں کہ انعام کو بند کر دیا۔ (احمدی پبکٹ ص ۲۷)

جواب ۱

یہ اعتراض کفار عرب نے کیا تھا۔ علامہ اسماعیل حق رحمۃ اللہ علیہ رون الہامی

۱۸۸ ج ۷ میں فرماتے ہیں۔ لَمَّا نَزَلَتْ قَوْلُهُ (وَحَاتَمَ النَّبِيِّينَ) اسْتَفْرَبَ الْكَفَّارُ تَكْرَرًا بَابُ النَّبُوَّةِ مَسْدُودًا! کہ جب اللہ تعالیٰ نے آیت خاتم النبیین نازل فرمائی تو کفار نے حضور اقدس ﷺ کے وجود باوجود سے دروازہ نبوت کا بند ہو جانا ایک نادر اور عجیب امر سمجھا۔ یعنی انہوں نے بھی یہی کہنا شروع کیا۔ کہ حضور علیہ السلام سے پہلے تو انبیاء آتے رہے مگر کیا وجہ کہ حضور علیہ السلام نے آکر دروازہ نبوت بند کر دیا ہے۔

کند بجنس با بجنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز!

جواب ۲

یہ انعام اللہ عزوجل نے کبھی بغیر ضرورت کے کسی پر نہیں کیا اور جب کہ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ عزوجل سے وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ (سورہ سہا، آیت ۲۸) اور وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ۔ (سورہ انبیاء، آیت ۱۰۷) کا انعام لے کر رونق افروز ہوئے ہیں تو پھر عالم کو کیا ضرورت کہ کسی اور نبی کا مقتضی ہو۔ حضور ﷺ کا اس امت پر یہ انعام کہ اسے لقب خیر امت سے ملقب فرمایا جانا اور پھر آقائے نامدار احمد مختار علیہ السلام کی خاطر اس امت سے کئی تکالیف کا اٹھالینا۔ اور تھوڑے عمل پر زیادہ اجر کا ملنا۔ سب امتوں سے پہلے جنت میں جانا۔ اور اللہ تعالیٰ کا اسے نظر کرم و رحم سے دیکھنا ہی ایسے اس امت پر انعام ہیں کہ جن کا شکر یہ ہم سے ہرگز ادا نہیں ہو سکتا۔ پھر تم یہ گستاخانہ لفظ منہ سے نکالتے ہو کہ آپ کو خاتم النبیین ماننے سے آپ نعوذ باللہ منہ سے نکالتے ہیں۔ ارے حضور ﷺ کا تشریف لانا ایک ایسا زبردست اور عظیم الشان انعام ہے کہ جس پر ہر ایک مسلمان کو فخر ہے اور انعام یہ نہیں کہ صرف مکے والوں کے لئے ہے یا صرف مدینہ والوں کے لئے۔ نہیں بلکہ یہ انعام الہی دونوں جہان کے لئے ہے۔ جن و انس ملائکہ و غلمان کے لئے ہے۔ اور سب ہی کو فخر ہے اس امر کا کہ اللہ عزوجل نے آقائے نامدار مدنی تاجدار احمد مختار ﷺ کو وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ (سورہ سہا، آیت ۲۸) کا سرسہرا باندھ کر اور

تمام پیغمبروں کا سردار و خاتم النبیین بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا ہے کیا یہ انعام الہی کم ہے۔ جو ہم اب پھر انعام نبوت کے خواہاں ہوں اور ہمیں اپنے نبی کے سوا کسی اور نبی کی حاجت ہو اور جب تم نے حضور علیہ السلام کے سوا ایک اور نبی بنا لیا تو گویا نعوذ باللہ آپ رحمۃ للعالمین نہیں۔ اس لئے کہ تم اگر حضور علیہ السلام کو دو جہان کی رحمت اور رسول ماننے تو کسی دوسرے کا دامن ہرگز نہ پکڑتے۔

جواب ۳

کیا رسالت یعنی نبوت تشریعی نعمت نہیں؟ اگر ہے تو حضور علیہ السلام کے قبل تو رسول آتے رہے۔ مگر حضور علیہ السلام کے بعد تم بھی نہیں مانتے۔ فنا ہو جواہکم فہو جواہنا!.....!

بارہویں دلیل

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْنَكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ (سورہ مزمل، آیت ۱۵) ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا۔ جیسے کہ ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا۔ یہاں حضور علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کیساتھ تشبیہ دی گئی ہے اب یہ تشبیہ جب پوری ہوگی اگر حضور کے بعد بھی انبیاء آویں۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کے بعد موسیٰ جب آیت۔

تَقَفْنَا مِنْ تَعْدِهِ بِالرُّسُلِ۔ (سورہ بقرہ، آیت ۸۶) آئیے ورنہ تشبیہ صحیح نہیں۔

جواب ۴

واہ سبحان اللہ! کیا ہی عجیب استدلال ہے۔ کیوں جناب کیا مشہد اور مشہد بہ میں۔ من کل الوجوہ تشبیہ ہوا کرتی ہے۔ اگر ایک پہلوان کو شیر سے تشبیہ دیتے ہوئے کہا جائے کہ ہو کا الاسد وہ شیر جیسا ہے تو کیا بعینہ درندہ بن جائے گا اسے کیا دم بھی لگ جائے گی۔ نہیں ہرگز نہیں اسے تو صرف قوت میں تشبیہ دی گئی ہے۔ ایسے ہی حضور علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے صرف رسالت میں تشبیہ دی ہے۔ ورنہ موسیٰ علیہ السلام تو

صرف فرعون کی طرف مبعوث ہوئے۔ برخلاف محمد رسول اللہ ﷺ کے کہ آپ ہمارے عالم کی طرف مبعوث ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہی اور نبی موجود تھے۔ جیسے کہ ہارون اور یوشع، اور شعیب علیہم السلام۔ برخلاف محمد رسول اللہ ﷺ کے کہ تم بھی مانتے ہو کہ آپ کے زمانہ مبارکہ میں کوئی نبی نہ تھا اور پھر موسیٰ علیہ السلام کے انتقال کے بعد متواتر نبی آتے رہے۔ برخلاف حضور ﷺ کے کہ تم بھی مانتے ہو کہ مرزا صاحب سے قبل اتنی دراز مدت میں کوئی نبی نہ آیا۔ موسیٰ علیہ السلام دنیا میں رونق افروز ہوتے ہی دریا میں ڈالے گئے۔ برخلاف ہمارے نبی ﷺ کے کہ موسیٰ علیہ السلام کے حق میں اللہ نے وَفَّقْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ فرمایا۔ ہمارے آقا کے حق میں اللہ تعالیٰ نے وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ فرمایا۔

الغرض اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضور علیہ السلام کو من کل الوجوه تفہیم ہوئی۔ تو ان باتوں میں بھی موافقت ضروری تھی۔

جواب ۲

کیوں جناب آپ نے یہ فضول استدلال کرتے ہوئے ھیتۃ الوحی ص ۱۰۱ (روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲ صفحہ نمبر ۱۰۱) پر نظر نہ کر لی۔ کہ مرزا صاحب اسی آیت کو اپنے آپ پر چسپاں کر رہے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بھی نازل کی ہے۔ ذرا ھیتۃ الوحی کا صفحہ ایک سو ایک دیکھ کر پھر مجھے بتاؤ۔ کہ کیا مرزا صاحب بھی موسیٰ علیہ السلام کی طرح مستقل رسول ہیں اور کیا وہ موسیٰ علیہ السلام کی تمام خصوصیات سے بھی مماثل ہیں۔ چاہئے تو اب یونہی کہ مرزا صاحب کے بعد بھی بعینہ اسی طرح بے شمار نبی آتے رہیں۔ جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آتے رہے۔ اب جو تمہارا جواب وہی ہمارا جواب۔

تیرھویں دلیل

اللَّهُ يَضْطَرُّهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ (سورۃ الحج آیت نمبر ۷۵)

جواب

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”اللہ ہی چتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور انسانوں میں سے۔“ اور اس کا ترجمہ یوں کرنا کہ چتا رہے گا گویا قرآن میں تناقض ثابت کرنا ہے۔ اور حالت تناقض میں قرآن کا من عند اللہ ثابت نہ ہوگا۔ لہذا یہ ترجمہ کرنا کہ چتا رہے گا بلکہ اس آیت میں تو اس امر کا بیان ہے کہ رسول دو قسم پر ہیں۔ انسان اور ملک (فرشتہ) اور اس امر کا رد ہے کہ رسول..... انسان نہیں ہو سکتا۔ علامہ نسفی فرماتے ہیں:

(وَمِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا) كَجِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ وَغَيْرِهِمْ

(وَمِنَ النَّاسِ) رُسُلًا كَنُوحٍ هَارُونَ وَمُوسَى وَعِيسَى وَمُحَمَّدٍ

وَغَيْرِهِمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ. هَذَا رَقَبَتُنَا انْكُرُوهُ مِن أَنْ

يَكُونَ الرَّسُولُ مِنَ الْبَشَرِ وَبَيِّنْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ عَلَى

ضَرْبَيْنِ مَلَكَ وَبَشَرٌ (عارف انٹر نیل جلد ۸ ص ۸۶)

یعنی فرشتوں میں سے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل وغیرہم رسول چنے اور انسانوں میں سے حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ اور حضور علیہم السلام چنے۔ یہ رد ہے ان کا جو کہتے ہیں رسول انسانوں سے نہیں ہو سکتا۔ اور بیان ہے اس امر کا کہ رسول دو قسم پر ہیں۔ ملک اور انسان۔“

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں اللہ کا غشا یہ نہیں کہ وہ حضور علیہ السلام کے بعد بھی رسول چتا رہے گا۔ علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ كَمَا تَبَيَّنَ الَّذِينَ أَرْسَلَهُمْ إِلَىٰ عِبَادِهِ مِنْ

بَنِي الْاَنَامِ (ابن جریر جلد ۷ ص ۱۲۸)

”اللہ ہی چتا ہے رسول ملائکہ سے اور انسانوں سے جیسے کہ وہ نبی جنہیں اس نے

اپنے بندوں کی طرف بھیجا۔“

تو معلوم ہوا کہ اس کا ترجمہ یہ نہیں کہ چتا رہے گا۔ بلکہ یہاں وہ انبیاء مراد

ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف بھیج چکا۔ علامہ جلال الدین سیوطی ایک صحیح حدیث سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل فرماتے ہیں۔ فرمایا:

اخرج الحاكم وصححه عن ابن عباس رضي الله
عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان
الله اصطفى موسى بالكلام وابراهيم بالخلقة

یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کلام کے ساتھ اور
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلقت کے ساتھ چن لیا۔ (رد مشور جلد ۳ ص ۲۷۰)

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام خود فرما گئے کہ ایسا نہ سمجھ لینا کہ میرے بعد بھی اللہ تعالیٰ
نے رسول چننے کا وعدہ فرمایا ہے۔ بلکہ اس آیت میں تو اللہ عزوجل نے ان نبیوں کے متعلق
ذکر فرمایا ہے۔ جنہیں وہ مبعوث فرما چکا مثلاً موسیٰ علیہ السلام کو کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے کلام کے
ساتھ چن لیا اور ابراہیم کہ انہیں اللہ عزوجل نے خلقت کے ساتھ چن لیا۔

چودھویں دلیل

قُولُوا إِنَّهُ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَلَا تَقُولُوا لَنْبِيٍّ بَعْدَهُ كَبُو خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ هِيَ مَكْرِيهَةٌ
کہو کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (تکملہ مجمع البحار ص ۸۵)

جواب ۱

یہ قول صاحب تکملہ مجمع البحار نے بے سند نقل کیا ہے لہذا یہ احادیث اصحاب کے
مقابلہ میں نہیں آسکتا۔ ارے جب خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد مقامات پر ثابت
ہو چکا کہ آپ خود فرماتے ہیں۔ لَأَنْبِيَّ بَعْدِي۔ اگر لائی کہنا خطا ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کیوں فرماتے۔ معلوم ہوا کہ یہ قول بے سند قابل حجت نہیں۔

جواب ۲

اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔ تو ہم کہیں گے کہ ذرا خدا
سے ڈر کر تکملہ مجمع البحار میں اسی قول کے آگے مصلحاً جو جملہ ہے۔ اسے بھی لوگوں کو پڑھ کر

سناد وہ صاحب مجمع البحار اس قول کے آگے خود تصریح فرما رہے ہیں۔ هَذَا نَاظِرًا إِلَى
نَزُولِ عِيسَى۔ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قولوا انه خاتم الانبياء ولا تقولوا الانبياء
بعده حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو مد نظر رکھ کر فرمایا ہے یعنی چونکہ حضرت عائشہ
حضور سے معلوم کر چکی تھیں کہ حضور کے بعد عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اسلئے
حضرت عائشہ نے فرمایا کہ حضور کو خاتم النبیین تو کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی
نہیں۔ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب بھی آتا ہے۔ بتائیے صاحب اس قول سے تو
تمہارے ہی عقیدہ باطلہ وقات مسیح کی تردید ثابت ہو رہی ہے۔ اجرائے نبوت کو تو ذرا بھی
اس سے تقویت نہیں پہنچ رہی۔

جواب ۳

انہوس کہ آپ نے پوری عبارت نقل نہیں کی۔ اور کیسے کرتے ہے کہ محض دھوکا دینا
مقصود ہے۔ تکملہ مجمع البحار کی پوری عبارت یوں ہے:

وَلَقَدْ حَدَّثَنِي عِيسَى أَنَّهُ يَقْعُلُ الْخَيْرِيَّةَ وَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ
وَيَزِيدُ فِي الْحَلَالِ أَيْ يَزِيدُ فِي حَلَالِ نَفْسِهِ بِأَنْ يَقْذَرَهُ
وَيُؤَلِّدَ لَهُ وَكَانَ لَمْ يَقْذَرَهُ قَبْلَ رَوْعِهِ إِلَى السَّاءِ فَرَادَ بَعْدَ
الْهَوِطِ فِي الْحَلَالِ عَمَّنْهُ يُؤْمِنُ كُلُّ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ
الْكِتَابِ مُتَبَقِّنٌ بِأَنَّهُ بَشَرٌ وَقَالَ عَائِشَةُ قُولُوا إِنَّهُ خَاتَمُ
الْأَنْبِيَاءِ وَلَا تَقُولُوا لَأَنْبِيٍّ بَعْدَهُ وَهَذَا نَاظِرًا إِلَى نَزُولِ عِيسَى۔

ترجمہ: اور حدیث عیسیٰ علیہ السلام میں یہ آتا ہے کہ وہ خیر کو قتل کریں گے۔ صلیب کو توڑیں
گے۔ اپنے نفس کے حلال میں زیادتی کریں گے بیاں طور کہ وہ نکاح کریں گے اور اولاد
ہوگی اور آسمان پر تشریف لے جانے کے قبل وہ کنوارے تھے۔ پس آسمان سے اترنے کے
بعد حلال میں زیادتی کریں گے پس اس وقت اہل کتاب سے ہر ایک ان پر ایمان لائے
گا۔ اور انہیں انسان ہی یقین کرے گا۔ اور حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کو خاتم

الانبياء تو کہو یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں یہ قول ناظر ہے نزول عیسیٰ علیہ السلام کی طرف۔ ”اتھنی کیوں جناب لاتقربوا الصلوة والا واقعہ ہوا یا نہ ہوا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر مجمع البحار کی عبارت تمہارے ہاں حجت ہے تو ساری عبارت پر ایمان لاؤ اور مانو کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں۔ آسمان سے اتریں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ صلیب کو توڑیں گے۔ اور اگر نہیں تو پھر کس منہ سے مجمع البحار کی عبارت کا اتنا سا حصہ پیش کر دیا۔ یا تو ساری عبارت پر ایمان لاؤ۔ یا ساری کو چھوڑ دو اور اس واحد قہار سے ڈرو۔

پندرہویں دلیل

لَوْعَاشَ اِنْزَاهِيْمُهُ لَكَانَ حَدِيْثًا نَّبِيًّا (ابن ماجہ)

اگر ابراہیم زندہ ہوتے تو ضرور وہ سچے نبی ہوتے۔ (صحیحہ پاکت یکم ص ۲۵۸)

جواب

افسوس! اگر تمہارا مقصود مخلوق خدا کو گمراہ کرنا نہ ہوتا اور اگر تمہارے دل میں خوف خدا جاگزیں ہوتا۔ تو اس حدیث کو ہرگز ہرگز پیش نہ کرتے۔ کیونکہ یہ حدیث بڑی ضعیف ہے۔ بڑے بڑے محدث اسے باطل غیر صحیح ناقابل اعتبار بتا رہے ہیں۔ سنو! تم نے اس حدیث کو بے سند نقل کیا ہے۔ ہم اس کی سند لکھ کر بتاتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور اس میں ایک راوی ایسا ہے۔ جس پر محدثین نے سخت جرح کی ہے۔

حدثنا عبد القدوس بن محمد ثنا داؤد بن شبيب

الباهلي ثنا ابراهيم بن عثمان ثنا احكم بن عتيبه عن

مقسم عن ابن عباس المخ (ابن ماجہ ص ۱۰ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی)

یہ اس حدیث کی سند ہے۔ اس میں ابراہیم بن عثمان جو راوی ہے۔ وہ سخت مجروح اور متروک الحدیث ہے۔ کاش کہ تم ابن ماجہ کے حاشیہ پر ہی نظر ڈال لیتے کہ شیخ عبد الغنی دہلوی مدنی محشی ابن ماجہ فرماتے ہیں۔

وَقَدْ تَكَلَّمْتُ بَعْضُ النَّاسِ فِي صَحِيْحِهِ هَذَا الْحَدِيْثِ كَمَا ذَكَرَهُ السَّيِّدُ

یعنی اس حدیث کی سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان آتا ہے اور وہ ضعیف ہے۔ اور مرقاۃ کے اسی صفحہ پر ہے۔ نیز۔۔۔۔۔ مواہب لدنیہ کے ص ۲۰۰ ج ۱ پر ہے۔

وَقَالَ النَّوَوِي فِي تَهْذِيْبِهِ رَآعًا مَّارُوِيَّ عَنْ بَعْضِ الْمُتَعَقِّدِيْنَ حَدِيْثُ لَوْعَاشَ اِنْزَاهِيْمُهُ لَكَانَ نَبِيًّا فَبَاطِلٌ۔

یعنی علامہ نووی اپنی تہذیب میں فرماتے ہیں کہ بعض متقدمین سے جو حدیث روایت کی گئی ہے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ یہ باطل ہے۔

اور پھر مرقاۃ کے اسی صفحہ پر اور ابن ماجہ میں اسی حدیث کے حاشیہ پر اور مدارج النبوة کے ص ۲۶۷ ج ۲ پر اور مواہب لدنیہ کے ص ۲۰۰ پر ہے کہ

قَالَ اِنَّ عَمْدَ الْاِيْمِ لَا اَقْدَرِيْ مَا هَذَا۔ یعنی ابن عبد البر نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ روایت کیا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

و در روضۃ الاحباب میں را ایں چنین نقل کرده و گفته کہ آنچہ از سلف منقول است کہ ابراہیم پسر یغیر علیہ السلام در حالت مفروقات یافت و اگر ہے زیست یغیر سے شود بصحت نزیدہ و اعتبار سے ندارد۔ (مدارج النبوة ص ۲۶۷ ج ۲)

یعنی روضۃ الاحباب میں ہے کہ بڑا روایت جو سلف سے منقول ہے کہ حضور علیہ السلام کے صاحبزادے ابراہیم یحییٰ میں ہی رحلت فرما گئے۔ اور اگر زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ صحت کو نہیں پہنچی اور قابل اعتبار نہیں۔

کیوں صاحب! اگر آپ کو ذرا بھی خوف خدا ہوتا تو کیا آپ ایسی حدیث پیش کر کے مخلوق خدا کو گمراہ کرنے کی جرأت کرتے۔ جس حدیث پر کہ محدثین موطرح کی جرح کر چکے ہوں۔ اور جس کے راوی کو ضعیف غیر قوی اور منکر الحدیث متروک الحدیث غیر ثقہ ساقط وغیرہ لکھ چکے ہوں۔ افسوس صد ہزار افسوس کہ مرزا صاحب کی محبت میں آپ لوگ حق کی بالکل پروا نہیں کرتے۔

وَقَالَ أَبُو حَاتِمٍ الضَّعِيفُ الْحَدِيثُ سَكْتُوا عَنْهُ وَكَرِهُوا احْدِيثَهُ
اور ابو حاتم نے کہا کہ وہ ضعیف الحدیث ہے محدثین نے اس سے سکوت کیا اور اس
کی حدیث کو چھوڑ دیا۔

وَقَالَ الْجَوْزَانِيُّ سَاقِطٌ اور جوزانی نے کہا کہ وہ ساقط ہے۔

وَقَالَ صَالِحُ جَرَزَه ضَعِيفٌ لَا يَكْتَبُ حَدِيثَهُ۔

اور صالح جرزہ نے کہا کہ وہ ضعیف ہے۔ اس کی حدیث نہ لکھی جائے

روى عن الحكم احاديث من اكبر اس نے حکم کے منکر حدیثیں روایت کی ہیں:

وَقَالَ ابو على النيسابورى ليس بالقوى۔ اور ابو علی غیثا پوری نے کہا کہ وہ
قوی نہیں۔

وَقَالَ مُعَاذُ ابْنِ مُعَاذٍ الْعَبْرِيُّ كَتَبْتُ إِلَى شُعْبَةَ وَهُوَ

بَغْدَادَ اسأله عَنْ أَبِي شُعْبَةَ الْقَاضِي أَرَوَى عَنْهُ فَكَتَبَ

إِلَيَّ لِأَكْرِمَ عَنْهُ فَإِنَّهُ رَجُلٌ مَذْمُومٌ.....

اور معاذ بن معاذ نے کہا کہ میں بغداد میں شعبہ کی طرف لکھ کر یہ پوچھا کہ میں ابو
شعبہ ابراہیم بن عثمان سے روایت کروں تو انہوں نے مجھے لکھا کہ اس سے روایت مت کرو
کہ وہ ایک برا شخص ہے۔

وَقَالَ ابْنُ سَعْدٍ كَانَ ضَعِيفًا فِي الْحَدِيثِ اور ابن سعد اسے حدیث میں
ضعیف کہتے ہیں۔ وَقَالَ الدَّارُ قُطَيْبُ ضَعِيفٌ اور دارقطنی نے کہا کہ وہ ضعیف ہے۔

(تہذیب المعادیں جلد اول ص ۱۲۳ تا ۱۲۵)

علامہ علی قاری فرماتے ہیں:

وَفِي سَنَدِهِ أَبُو شُعْبَةَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ عُثْمَانَ الْوَاسِطِيُّ وَهُوَ ضَعِيفٌ

(مرقاۃ ص ۳۹۸ جلد ۵ کنز الدقائق ص ۱۰ ج ۲۱)

جَمَالُ الدِّينِ الْحَدِيثُ۔ یعنی تحقیق بعض محدثین نے اس حدیث کی صحت میں کلام کی
ہے۔ جیسے کہ ذکر کیا اس کا سید جمال الدین محدث نے۔
اور پھر فرمایا:

رَوَى ابْنُ مَاجَةَ بِسَنَدٍ فِيهِ أَبُو شُعْبَةَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ عُثْمَانَ

الْعَبَّاسِيُّ قَاضِي وَاسِطٍ وَهُوَ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ

یعنی اس حدیث کو ابن ماجہ نے ایسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جس میں ابراہیم
بن عثمان آتا ہے اور وہ متروک الحدیث ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”در سند این حدیث ابوشعبہ ابراہیم بن عثمان واسطی است و وہ ضعیف است“

(معارف النجوم ج ۲ ص ۲۱۷)

یعنی اس حدیث کی سند میں ابراہیم بن عثمان آتا ہے اور وہ ضعیف ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی تہذیب المعادیں میں ابراہیم بن عثمان کے متعلق فرماتے ہیں:

قَالَ أَحْمَدُ وَيَحْيَى وَأَبُو دَاوُدَ ضَعِيفٌ بِثِقَةٍ۔

احمد اور یحییٰ اور ابو داؤد نے کہا کہ وہ ضعیف ہے۔

وَقَالَ يَحْيَى أَيْضًا لَيْسَ بِثِقَةٍ۔

یحییٰ نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ ثقہ نہیں۔

وَقَالَ الْبُخَارِيُّ سَكْتُوا عَنْهُ۔

اور بخاری نے کہا ہے کہ محدثین نے اس سے سکوت کیا ہے۔

وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هُنْكَرُ الْحَدِيثِ

اور ترمذی نے کہا کہ وہ منکر الحدیث ہے۔

وَقَالَ النَّسَائِيُّ وَالدُّوْلَابِيُّ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ۔

اور نسائی اور دولابی نے اسے متروک الحدیث کہا ہے۔

افسوس کہ اپنے مطلب کی کبھی۔ اس حدیث سے پہلے ساتھ ہی جو حدیث ابن ماجہ میں آتی ہے۔ ذرا اسے بھی لکھ دیا ہوتا تاکہ اس حدیث کا مطلب صاف ہو جاتا۔ مگر لکھتے کیوں۔ جب کہ تمہارا مقصود ہی لوگوں کو گمراہ کرنا ہے۔ سنو۔ اس حدیث کے ساتھ ہی۔ یہ حدیث آتی ہے۔ حضرت اسماعیل بن خالد نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے فرمایا:

رَأَيْتُ إِبرَاهِيمَ ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَمَا أَتَى فِي حُضُورِ عَلِيٍّ السَّلَامَ كَيْفَ جَزَاةً اِبْرَاهِيمَ كَوَدِيكُمَا..... انہوں نے فرمایا کہ مَاتَ وَهُوَ صَغِيرٌ وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ لَعَاشَ الْبَنَدُ وَلَكِنْ لَأَنْبَى بَعْدَهُ (ابن ماجہ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی ص ۱۰)

کہ وہ بچپن میں رحلت فرما گئے۔ اگر یہ مقدر ہوتا کہ حضور علیہ السلام کے بعد بھی نبی ہو۔ تو البتہ وہ زندہ رہتے لیکن حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ حدیث بخاری شریف میں بھی ہے (دیکھو ص ۶۱۳ پ ۲۵ باب من تسمی باسماء الانبیاء) اور یہ حدیث صحیح ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالغنی محدث دہلوی بھی اسی ابن ماجہ فرماتے ہیں:

الَّذِي أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي بَابِ تَسْمِيٍّ بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ صَحِيحٌ لِأَشْكُ فِي صَحِّهِ وَقَدْ أَخْرَجَ التَّوَلَّفَ أَيْضًا بِهَذَا الطَّرِيقِ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدٍ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ نُمَيْرٍ

الخ (مواہب لدنی ص ۱۱۰)

ترجمہ: یعنی جس حدیث کا بخاری نے باب میں تسمیٰ باسماء الانبیاء میں اخراج کیا ہے وہ صحیح ہے اس کی صحت میں کوئی شک نہیں اور اس حدیث کا محمد بن عبداللہ نمیر سے اسی طریق سے ابن ماجہ نے بھی اخراج کیا ہے۔

علامہ قسطلانی نے مواہب لدنی ص ۲۰۰ ج ۱ پر ایک حدیث نقل کی ہے کہ:

قَدْ رَوَى مِنْ حَدِيثِ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ لَوْ بَقِيَ يَعْنِي إِبرَاهِيمَ ابْنَ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَانَ نَبِيًّا وَلَكِنْ لَمْ يَبْقَ لِأَنَّ نَبِيَّكُمْ أَخْرَجَ الْأَنْبِيَاءَ يَعْنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَرَمَاتے ہیں کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ لیکن وہ زندہ نہ رہے۔ اس لئے کہ تمہارے نبی آخر الانبیاء ہیں۔ حضرت ابن ابی اوفیٰ کی حدیث میں آتا ہے۔

لَوْ كَانَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ لَمَا مَاتَ إِبرَاهِيمُ لَكِنْ حُضِرَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَيْفَ جَزَاةً اِبْرَاهِيمَ كَوَدِيكُمَا..... (مواہب لدنی ص ۱۱۰)

اب تمہاری حدیث کو عاش ابراہیم لکان نبیا کا مطلب صاف ہے کہ اگر حضور علیہ السلام کے بعد نبی آتا لیکن ہوتا تو ابراہیم زندہ رہتے اور نبی ہوتے۔ مگر حضور علیہ السلام چونکہ آخر الانبیاء اور خاتم النبیین ہیں۔ لہذا ابراہیم زندہ نہ رہے اور ان کا زندہ رہنا بھی محال تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان گزر چکا ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

يُرِيدُ لَوْ لَمْ أَخْتِمْ بِهِ النَّبِيَّاتِ لَجَعَلْتُ لَهُ إِتْنًا يَكُونُ بَعْدَهُ نَبِيًّا (غازن) یعنی اللہ تعالیٰ آیت وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ میں یہ ارادہ فرماتا ہے کہ اگر میں حضور علیہ السلام کے وجود باوجود سے نبیوں کو ختم نہ کرتا۔ تو آپ کو بیٹا دیتا۔ جو آپ کے بعد نبی ہوتا۔

اور فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَمَّا حَكَمَ أَنْ لَا أَنْبَى بَعْدَهُ لَمْ يَعْطِهِ وَلَدًا ذَكَرًا يُصْنَرُ رَجُلًا عَازِنًا۔ یعنی جب اللہ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں۔ تو آپ کو ایسا بیٹا ہی نہیں دیا جو بیٹا رجاں تک پہنچ جاتا۔

وَأَخْرَجَ دَعَوَانَا انْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ۔

تقریظ!

حضرت والدی المعظم فقیہ اعظم حضرت مولانا ابو یوسف صاحب

محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ

میں نے عزیزم مولوی محمد بشیر زادہ علمہ کے رسالہ ”ختم نبوت“ کو اول سے آخر تک دیکھا۔ نہایت مدلل پایا۔ اللہ تعالیٰ اس کے علم و عمل میں برکت کرے۔ عزیز موصوف نے مسئلہ ختم نبوت کو متعدد دلائل سے ثابت کر کے ”مرزائیوں“ کی ایک ایک دلیل کے کئی کئی جوابات دیئے ہیں مرزائی تعلیم کی زہر ملی ہو اسے بچنے کے لئے اس رسالہ کا مطالعہ ہر ایک مسلمان کے لئے لازم ہے۔ یہ رسالہ اپنا نظر آپ ہے۔

تقریظ!

حضرت مولانا مفتی محمد امام الدین صاحب قادری رضوی دامت برکاتہم

برادر خور و حضرت فقیہ اعظم

محمد و نصلی علی رسولہ الکریم۔ رسالہ ہذا میں نے اول سے آخر تک دیکھا۔ مولوی محمد بشیر نے نہایت ہی جانفشانی سے مرزا کے دعویٰ نبوت کو بخ و بن سے اکھاڑ کر سادہ لوح مسلمانوں پر احسان کیا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو اجزائے خیر عطا فرمائے۔ اس رسالہ میں مرزا کے تمام دلائل کا عالمانہ تقریر سے رد کیا گیا ہے۔ جو شخص اس کتاب کا مطالعہ کرے گا بے ساختہ کہندے گا کہ مرزا قادیانی بے شک و جال اور کذاب ہے۔

تقریظ

شیخ الحدیث حضرت مولانا استادنا و سندنا ابوالبرکات سید احمد صاحب دامت

برکاتہم ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف۔ لاہور

محمد و نصلی علی رسولہ الکریم۔ ابابعد۔ فقیر حقیر در ماندہ نفس شری نے رسالہ ”ختم نبوت“ مصنفہ اعز الاخص تلمیذ ارشد مولوی محمد بشیر رح اللہ المسلمین بعلمہ بجاہ حمیدہ البشیر واللہ یرکوا بجا سے معائنہ کیا ختم نبوت کو دلائل قویہ سے ثابت کیا ہے اور فرقہ مرزائیہ کے اوہام و شکوک و اعتراض و اہیہ و معتقدات کا سدہ کا خوب ہی قلع قمع کیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ عزیز موصوف کے علم و فضل و روح و تقویٰ میں دن و دینی رات چو گئی ترقی عطا فرمائے۔ اور اس رسالہ کو مقبول خاص و عام بنا کر وسیلہ ہدایت گردانے۔ فقط حررہ العبد المذنب رحمۃ ربہ التقوی ابوالبرکات سید احمد غفرلہ، ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند۔ لاہور

ختم شد

قادیانی مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں

(از۔ صوفی محمد ایاز خاں نیازئی)

فتنہ انکار ختم نبوت کے سرغنہ قادیانی دجال مرزا غلام احمد قادیانی، اخلاقیات سے بالکل جی دامن تھا۔ ملت اسلامیہ کے لیے ناپاک خیالات اس کی زبان و قلم سے اکثر ظاہر ہوتے رہتے تھے ”قادیانی مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں“ کے عنوان سے بلا تبصرہ صرف مرزا قادیانی کے اقتباسات مع حوالہ جات نذر قارئین ہیں تاکہ ہماری نئی نسل کو علم ہو سکے کہ اس عہد کا، کاذب، اعظم مرزا قادیانی ہمارے حضور پر نور سیدنا محمد ﷺ کی امت کے بارے میں کیسی بدزبانی کرتا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ نسل نو، قادیانی دجال کے اور اس کے ناپاک ٹولے کے شر سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکے۔ ملاحظہ ہو۔

۱۔ ولد الحرام:

”اور جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔“

(انوار اسلام ص ۳۰ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۹ ص ۳۱..... از مرزا قادیانی)

۲۔ عیسائی، یہودی، مشرک:

”جو میرے مخالف تھے، ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔“

(نزول المسیح (حاشیہ) ص ۴ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸ ص ۳۸۲..... از..... مرزا

غلام احمد قادیانی)

۳۔ بدکار عورتوں کی اولاد:

”تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة ينتفع من

معارفها و يقبلني و يصدق دعوتي الانذرية البغايا“

(ترجمہ:) ”میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف

سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رندیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔“

(آئینہ کمالات اسلام میں ۵۳۷، ۵۳۸ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۵ ص ۵۳۷،

۵۳۸..... از..... مرزا غلام احمد قادیانی)

۴۔ اصل عبارت عربی میں ہے۔ اس کا ترجمہ ہم نے لکھا ہے۔ مرزا کے الفاظ یہ ہیں۔
الا ذرية البغايا۔ عربی کا لفظ البغايا جمع صیغہ ہے۔ واحد اس کا بغیہ ہے جس کا معنی ہے بدکار عورت، فاحشہ، زانیہ ہے۔

خود مرزا نے خطبہ الہامیہ ص ۳۹ (مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۶) میں لفظ بغایا کا ترجمہ بازاری عورتیں کیا ہے۔

۵۔ اور ایسے ہی انجام آختم کے ص ۱۸۲ (مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۱)

۶۔ نور الحق حصہ اول ص ۱۳۳ (مندرجہ روحانی خزائن جلد ۸ ص ۱۶۳) میں لفظ بغایا کا ترجمہ نسل بدکاران، زنا کار، زن بدکار وغیرہ کیا ہے۔

۷۔ مرد خنزیر، عورتیں کتیاں:

”دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر (سور) ہو گئے۔ اور ان کی عورتیں کتوں سے بڑھ گئی ہیں۔“

(نجم الہدی ص ۵۳ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۳ ص ۵۳..... از..... مرزا غلام احمد قادیانی)

۸۔ مرزا کو نہ ماننے والا ایک کافر:

”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا اور یا محمد ﷺ کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“ (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰..... از..... مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

۹۔ جہنمی:

”اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور

تیری مخالفت اختیار کی، وہ جہنمی ہے۔“ (تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۱۶۸ طبع دوم..... از..... مرزا غلام احمد قادیانی)

۱۰۔ ”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۶۰۰ طبع دوم..... از..... مرزا غلام احمد قادیانی)

۱۱۔ اس الہام کی تشریح میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے الذین کفروا غیر احمدی مسلمانوں کو قرار دیا ہے۔ (کلمۃ الفصل ص ۱۴۳..... از..... مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

۱۲۔ مرزا قادیانی کا انکار کفر:

”اب معاملہ صاف ہے، اگر نبی کریم ﷺ کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے کیونکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم ﷺ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی اور اگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم ﷺ کا منکر بھی کافر نہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) آپ کی روحانیت اتوئی اور اکمل اور راشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو۔“

(کلمۃ الفصل ص ۱۴۶، ۱۴۷ از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

۱۳۔ خواہ نام بھی نہیں سنا:

”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“ (آئینہ صداقت ص ۳۵..... از..... مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

سیرت طیبہ کے ایک روشن نگار اور حسین پہلو
کچھ جاذبہ منفرد کتاب

مُصْطَفٰی خاندانِ نبوی

حضور ﷺ کے رشتہ داروں اور اعزاء و اقارب کے احوال کا بیان

مستند روایات، مکمل حوالا جات کے ساتھ

غیر ضروری تفصیلات اور طوالت سے پاک

حضور ﷺ کے دیگر متعلقین، آپ ﷺ کے رضاعی رشتہ دار، آپ ﷺ کے ہم نسل،

مدنی اقیب، خلفاء راشدین، کاتبینِ وحی، بارگاہِ اقدس کے مفتیانِ کرام، شعراء،

خطباءِ کرام اور مؤمنینِ ذی وقار کا بیان

حضور ﷺ کے مقرر فرمودہ، تحصیلِ دار، گورنرز، قاضی، محافظ و پہرے دار اور دیگر

بہت سے متعلقین کا تذکرہ

فہرستِ مآخذ سے شاہانِ زمانہ کے نام لکھے گئے خطوط، نگین تصاویر و سحرین

مکتبہ نورینہ رضویہ کلبرک فیصل آباد

041-2626046